18-12-

U14605

Title - MAJMUA-E-NABISHTA-E-PAAK YAANI RASAIL-E-SIPAAK-O-NAMAZ.

Creator - Azad.

Publisher - Azad Book Dipo (Lahore).

Date - 1927.

Pages - 96

Subjects - Mazahib - Majoosiyat; Mazahib - Zar Tushti Mazhab; Zar Tushti Mazhab.

مجموعۂ نبشتۂ پاک

یعنی

رسائل سپاک و نماک
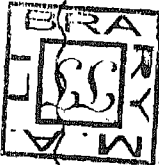
حسب فرمائش آغا محمد طاہر نبیرہ حضرت آزاد

برائے آزاد بک ڈپو

باہتمام منشی نظام الدین گیلانی پریس لاہور میں چھپا

فہرست مضامین

سپاک

نہاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرِ روحانیاں داری۔ وَلے خود را ندیدستی
بخوابِ خود در آتا قبلۂ روحانیاں بینی

اُردو علم ادب کا آفتاب ایک مدّت مدید تک نثر و نظم کی دُنیا پر ضیا باری کرتا رہا۔ آخر روحانیت کی گھنگھور گھٹاؤں نے اس کو گھیر لیا اور عرصۂ دراز تک انہیں بدلیوں میں محوِ حسرت رہا +

اس منزل کے مسافر جانتے ہیں کہ ایک صاحبِ دل عالم جب شاہدِ حقیقی کی تلاش میں نکلتا ہے تو کس قدر دشوار گذار اور سنگلاخ وادیوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور آخر کیا انجام ہوتا ہے +

حضرت آزاد ابتدائے عمر سے پاک طینت۔ روشن ضمیر صاحبِ دل تھے۔ مذاہب کی پابندیوں اور ان کی خوبیوں سے گذر کر اصلیت کی طرف نکل گئے۔ اور دنیا بھر کے ہر مذہب کی روحانیت پر غور کیا۔ اور

جہاں جو پھول دیکھا اپنے دامن میں رکھ لیا۔ آخر وسعتِ دامن ختم ہوئی اور وہ گلِ صد برگ۔ پتّی پتّی ہو کر بکھر گئے۔ اور مولانا دریائے حیرت میں غوطے کھانے لگے۔ جہاں کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی قوّت نظر ہی نہیں آتی۔ نہ محسوس ہوتی ہے +

اس منزل میں پہنچکر حالتِ جذب میں مولانا نے تمام علوم و فنون جن کا تعلّق روحانیت سے ہے دامن کاغذ پر کھلا دیئے ہیں جن میں سے سب سے پہلی کتاب پارسیوں کی مذہبی روایات سے اخذ کی ہے۔ دماغ کے پردے وفورِ مضامین کی تاب نہیں لا سکتے۔ اس لئے کہیں کہیں بے ربط بھی معلوم ہوتا ہے +

مولانا کی اس قسم کی تصانیف جو خوبی سے زیادہ نمایاں ہے وہ معبود اور عبدیت کا اظہار ہے۔ ہر جگہ ہمہ از اوست کا عقیدہ جلوہ گر ہے۔ مگر کہیں ایک جگہ بھی ہمہ اوست کی جھلک تک نظر نہیں آتی۔ نہ شانِ عبودیت میں فرق آتا ہے۔ ورنہ ایسے مقام پر پہنچکر بہت سالک ٹیڑھے راستوں پر جا پڑے ہیں اور خدائی کے دعوے کئے ہیں +

یہی تمغائے امتیازی ہے جو مولانا کے جذب میں چار چاند لگاتا ہے۔ یہ رسالہ دوبارہ چھپ رہا ہے۔ پہلے جناب میر ممتاز علی صاحب کے اہتمام سے چھپا تھا۔ وہ ختم ہو چکا۔ لیکن آزاد کے شیدائی برابر طلب فرماتے ہیں۔ اس لئے دوبارہ جرأت ہوئی کہ

اس کو شایع کروں۔ اس دفعہ میں نے بہت سی بے ربط باتیں جن کا تعلق اس کتاب سے کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ علیحدہ کردی ہیں۔ اُمید ہے اس الہامی اُردو میں اب زیادہ لطف پیدا ہوجائیگا۔ اور ڈھونڈنے والے جلد تر کچھ پاسکیں گے ؎

دعا کا محتاج
طاہر نبیرہ حضرت آزاد

یکم اگست ۱۹۲۷ء

عہد نامۂ الٰہی

سپاک اور شماک دو کتابیں عالی جناب ابراہیم زرتشت
کو یزدان پاک نے دیں - یہ عہد نامہ ہے کہ اسفندیار
نے باپ سے کیا تھا - اور اس کتاب کو آب نقرہ اور
آب زر سے لکھوا کر اوّل میں لگایا تھا تاکہ اس کی برکت سے
طرفین کو استقلال رہے - اگر دو میں سے ایک منحرف
ہو جائے تو فوراً قہر الٰہی میں آئے - خدا جانے کیا
سبب ہوا کہ آج ایرانی کہتے ہیں - یہ اخیر میں ہے - جہاں
ہونا چاہیئے کہ اوّل میں ہو ٭

میں ہوں اسفندیار کہ ہوں بیٹا اپنے والد گشتاسپ ولد لہراسپ
ولد کے خسرو ولد سیاوش ولد کے کاؤس ولد کے قباد کا مجھے
یزدان پاک نے روئیں تن کیا - میں اپنے حریف پر ہمیشہ چیرہ
دست رہا - اب میں ہمیشہ باپ سے مقابل رہتا ہوں - اور یہ میری
سعادت کے خلاف ہے - میں ہر دفعہ غالب ہوتا ہوں اور ڈوبتا
ہوں غرق خودکشی میں - باپ کو دیکھتا ہوں وہ کسی طرح نہیں مانتے
وہ جانتے ہیں کہ یہ دعویدار اپنے تسلط کا ہے تخت و تاج اور فرمانروائی
پر اور مجھے کچھ اس کا شوق یا ذوق نہیں - ان کے رفع اشتباہ کے لئے

یہ عہدنامہ لکھتا ہوں اور پیمان دیتا ہوں کہ مملکت ایران میں کسی شہر یا آبادی میں نہ آؤں گا۔ کسی بازار یا کوچہ میں رستہ نہ چلونگا۔ صحرا اور جنگل میں رہوں۔ اور کسی سے ملاپ نہ رکھوں۔ وہ بھی مجھے اُدھر سے اِدھر کو آنے میں بیزاری نہ عطا کریں۔ میں اس دنیا سے بیزار۔ یزدان پاک اس دنیا کو مجھ سے بیزار کرے۔ میں خوش ہوں اس حالت میں باپ میرا مجھ سے خوش ہو۔ اے یزدان پاک تو اُسے مجھ سے خوش رکھ۔ وہ خوش نہیں ہیں اس سے زیادہ اور کیا کروں ہو ناچار یہ نوشتہ لکھ کر اس ہمایوں نامہ کے اوّل میں لگاتا ہوں۔ اور جاماسپ وزیر کو دیتا ہوں۔ اے ہیربشت[1]! گواہ ہو۔ اے آتش روشن گواہ ہو۔ میں نے آپ کے آگے تاج سر سے اتارا اور دونوں ہاتھوں پہ رکھ کر ہرامزد[2] کے سامنے التجا کی ہے۔ مجھے بھوک کا صدمہ نہ ہو۔ مجھے آب رواں پینے کو ملے۔ مجھے پوشاک وہ ملے جو بے زیب نہ ہو۔ یہ تیری حضوری میں کچھ دشوار نہیں۔ اے ہرامزد اے یزدان پاک میں ہوں آپ کا بےبس اور بےکس بندہ۔ میری دعا کو نامقبول نہ کیجئے گا۔ یہ دعا بار در ہو۔ اے ہرامزد میں اس دنیا سے اور دنیا میں جاتا ہوں۔ آپ ہوں وہاں بھی میرے پروردگار اے میرے ہرامزد اے میرے پرورش کرنے والے! میرا آپ کے

[1] ہیربشت بمعنی مندروں۔ یہ خاص وہ مقام ہے جہاں آتشکدوں یا مندروں میں آگ روشن ہوتی ہے۔ [2] ہرامزد نام ہے پروردگار کا جس کی جبلت ہے وہ اپنی آفرینش کو رزق دیتا ہے۔

سوا کوئی نہیں۔ میں آپ کی طرف آتا ہوں اور آپ ہی کے آسرے پہ آتا ہوں آپ مجھے خوشی سے لیں۔ اپنے عہد سے منحرف نہ ہوں میں روتا ہوں اور جو کھڑے ہیں سب روتے ہیں۔ ہمارے رونے پر رحم کر۔ یہ دعا اور التجا کون جانے قبول ہوئی یا نہ ہوئی؟ تو ہے ہمیں آگاہی دینے والا۔ اور دلوں کو دلاسا دینے والا۔ میں ہیرمند سے باہر نہیں یہ بڑا مقام ہے۔ حکم ہو تو دو دن یہاں رہوں اور باپ کو تیسرا سلام کر کے اپنا منہ روشن کروں حکم نہ ہوا تھا کہ وہ رونے لگا۔ آواز ہوئی تیری دعا قبول۔ اس نے تاج دونوں ہاتھوں پر رکھا ہوا تھا۔ زمین پہ رکھ دیا۔ اور خوش ہو کر کہا یہیں سے پایا یہیں چڑھایا۔ سب رونے لگے۔ اس نے کہا روتے کیوں ہو؟ میری تو دعا قبول ہوئی۔ اس بات سے سب کے دل خوش ہو گئے۔ اور کہا کہ ہم ہوئے آپ کے ساتھ۔ وہ اُن سے الگ ہو کر کھڑا ہوا۔ ان میں سے ایک ایک اس کے پیچھے ہوتا گیا۔ ۵ سے زیادہ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ جاماسپ وزیر اور ارجاسپ بھی اُنہی میں تھے۔

گشتاسپ اکیلا کھڑا تھا۔ بیٹا بولا۔ آپ اکیلے؟ اس نے کہا میں اکیلا! میں بھی تمہارے ساتھ۔ اس نے کہا۔ نہ ہو سکا میں یزدان پاک سے بڑے زور سے مانگ چکا ہوں کہ میں اکیلا! یہ بات مجھے حکم میں ملی ہے ہیرمند اور آتش روشن گواہ ہیں۔ بزرگان ایراں زمیں میرے ساتھ ہو گئے۔ یہ نہیں لیتے تمہیں۔ تم ہو اور ملک ایران ہے

اُس نے کہا۔ یہ اب مجھے نہیں مانتے۔ میں ان پر کیونکر حکومت کرونگا۔
یہ بولا مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ کو حکومت کا شوق ہے۔ اور آپ
چاہیں گے تو کر ہی لیں گے۔ اُس نے کہا اچھا میں نے تمہیں یزدان
پاک کو[1] اُس[2] نے بہ چشم فرو بستہ سر تسلیم جھکایا یعنی قبول مجھے یہی بڑی
بات ہے کہ میں اپنے حق پر ہوں۔ ہم نے[3] آتش روشن میں کہا۔ تو
حق پر نہیں۔ وہ چپ! سب چپ! ہم نے کہا حق تیرا گشتاسپ
کے پاس ہے۔ تو ہو ہم پر۔ ہوگا حق پر۔ اس نے پھر سر جھکایا اور کہا
میں ہوا حق پر۔ ہم نے کہا۔ کر۔ سے دست خط۔ اُس نے عہد نامہ
اُٹھایا اور لکھا۔ جو حاضر ہیں سُنتے ہیں اُنہیں سُنا دیں۔ یہ عہد نامہ
بہ مہر منہر اور آتش روشن کے سامنے میں نے یزدان پاک کو
کو دیا۔ اے یزدان پاک آپ مجھے اس پر مستقل رکھیں میں ہوں اسفندیار۔ اور
مجھے کسی سے سروکار نہیں۔ یہ کہکر اُن سے جدا ہوا۔ اور یہ دن ہے دوشنبہ
۱۷ فروری سال ۸ ق فریدوانی۔ یہ تاریخ جب لکھی گئی تو اسفندیار آتش کدہ
سے باہر آیا اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر پیادہ رو بہ صحرا ہوا۔ بس یہی ہے
جو کتاب ایران میں ہے۔ اس میں تو یہی ہے حکم ہے کہ اس کو پھر نظر ثانی کر+
جب کہ نوشتہ سے بہرہ مند ہوا تو عرض کی کہ نام کیا ہو؟ نوید ہوئی جس وقت
تم التجا میں تھے کہ اے یزدان پاک میرے جویندگان یا بندگان ہوں فلسافا
کے۔ تو اِدھر سے کیا سُنا تھا؟ ابراہیم زرتشت سکوت۔ فرمایا ہم نے کہا تھا سپاک تم
سمجھے تھے کہ لکھو جو ہم کہتے ہیں بس یہی نام رکھو۔ سپاک ہوگا اور ہوگا اور ہوگا۔ بس یہی+

[1] اتنا ہی کہا اور کچھ بول نہ سکا+ [2] اسفندیار+ [3] یزدان پاک فرماتا ہے+

سپاک

بنام بخشائندہ بخشائش گر

ہم دیتے ہیں فلسفہ اور ہم ہی سے لیتے ہیں لینے والے۔ یہ
علم ہے کہ ہم ہی سکھاتے ہیں اور جو سیکھنے والے ہیں ہم ہی سے سیکھتے
ہیں ہم دیتے ہیں ایسوں کو جو ہوتے ہیں ہماری طرف۔ وہ ہو جاتے
ہیں ہم میں ہم ہوتے ہیں اُن میں۔ ہمارا علم اُن میں ہوتا ہے۔ وہ لیتے ہیں
اور لکھتے ہیں اور دیتے ہیں اوروں کو۔ وہ ہوتے ہیں دینے والے۔ ان
سے لیتے ہیں لینے والے۔ یہی ہے طور اس علم کے رواج کا۔

ہم نے دیا تجھ کو اے ابراہیم زرتشت۔ تو لے اور پھیلا اسے
جتنی تجھ میں طاقت ہے ہم دیں گے تجھے طاقت۔ تو اسے پھیلائے گا اور یہ
پھیلے گا مگر جب تک تو ہے! تیرے بعد کوئی نہ ہوگا! آج سے
دو ہزار چار سو بیاسی (۲۴۸۲) برس بعد ایک شخص ہوگا۔ وہ ہوگا مسلمان[۱] وہ ہوگا
ہندی ہوگا دہلی کا۔ بیٹھا ہوگا لاہور میں۔ وہ ہوگا ہمارا۔ ہم ہوں گے
اس کے۔ وہ ہم سے مانگے گا۔ ہم دیں گے اسے۔ تو دیکھے گا اور کہے گا
اے یزدان پاک میرا فلسفہ بھی اس کو ملے۔ اس سے رواج
ہوتا ہے۔ میرا نام گم ہوا جاتا ہے میرا مذہب مٹ گیا۔ پارسیوں میں
پارسائی نہ رہی پارس مشکل ہو گیا۔ یہ میرے نام کے لئے پارس

[۱] مسلمان۔

اور وہاں سے ناکام پھرا۔ میں نے دعا کی۔ تو نے اُسے بچایا۔ حکم ہو تو میں اسے بتاؤں۔ اے ابراہیم زرتشت تو اُس سے کہیگا۔ وہ شوق سے مانیگا۔ اُس کا اُستاد شیخ ابراہیم ذوق تجھے کہیگا۔ میں کہتا ہوں وہ لیگا۔ تو اور وہ دونوں متوجہ ہونگے۔ وہ ہم سے پوچھیگا ہم حکم دینگے۔ وہ اعتقاد سے لکھنے کو بزرگی مانیگا۔ اور ہم ہیں ہو کر لکھنا شروع کریگا +

یہ ہے اُس وقت کے مناسب حال جو دیا تھا ہم نے ابراہیم زرتشت کو۔ کیوں ؟ تو لکھوا رہا ہے ابراہیم زرتشت ؟ دیکھ ہم دیتے ہیں اور وہی شخص لے رہا ہے جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔ ۲۸۲۳ برس پہلے اور جو جو شخص اس مظہر کے سے متعلق ہیں دیکھ کیسا ٹھیک وقت پر اُنہیں ظہور دیا ہے۔ جن جن اعمالوں کے لئے ہم نے وعدے کئے ہیں سزا کے۔ کیا ہم اُنہیں سزا نہ دینگے ؟ دینگے اور دینگے اور دینگے۔ کیا وہ بچ کر نکل جائینگے ؟ نہیں اور نہیں اور ہرگز نہیں۔ اچھا اے ابراہیم زرتشت اب ہم تجھے وہ دیتے ہیں جو تو نے مانگا اور دیکھ وہی شخص لے رہا ہے۔ اور ایسی مصیبتہ میں ہے کہ اُس سے زیادہ یہ بد مصیبتہ دینی نہیں جانتے۔ تو بھی وہ ہماری مشیتہ سمجھ کر ذرا خیال نہیں کرتا اور لکھ رہا ہے۔ تو بے حواس ہوا جاتا ہے وہ نہیں۔ یہ ہے ہمارا ہم ہیں اس کے۔ اور ہم نے اسے نام دیا پروفسر آزاد لکھا اے پروفسر آزاد +

پہلا اتصال سنیاونا

ہم جانتے ہیں اور جو کچھ جانتے ہیں بتائینگے

فلسفہ وہ علم ہے کہ جس سے ہم حقائق موجودات کو اس اصلیت پر معلوم کریں جو کہ اُدھر ہے اور جو اِدھر ہے اس کو اس کا پرتو دیکھیں بس یہی ہے فلسفہ +

ہیولے۔ ایک قدرت خدا ہے کہ جس کو دیکھتے نہیں مگر وہ ہے۔ اور وہی ہے کہ ہر جسم کو مادہ جسمانیہ کا دیتا ہے۔ ہم سب اسی سے بنتے ہیں۔ وہ ہر جگہ ہے اور ہر شے کو اُسی کے حسب حال مادہ پیدا کر دیتا ہے۔ جب وہ مادہ مہیا ہو جاتا ہے کہ آئے جسمیہ میں تو ہیولا سے اولے ہوتا ہے۔ جب ادھر آجاتا ہے تو جسم ہوتا ہے۔ یہ ہیولے کی ترقی اِدھر۔ اور اُدھر ہے اُدھر کو جائیں تو برعکس وہ ہو جائیگا پھر قدرت ہیں۔ فرمایا یزدان پاک نے کہ ہم ہیں قدرتہ +

صورتہ وہ کیفیتہ ہے کہ لاحق ہوتی ہے ہیولا سے اولے کو جب تک نہیں لاحق ہوئی وہ صور تا ہے۔ وہ ہے ہماری قدرت۔ جب لاحق ہوئی تو صورتہ ہو گئی۔ پھر بھی قدرت سے باہر نہیں۔ اور لحوق ہمارے حکم میں ہے۔ جب چاہتے ہیں بدلتے ہیں اور اس کو عرض کہتے ہیں لحوق سے پہلے۔ یہ اور ہیولے دونوں جوہر ہوتے ہیں +

ہم جو کچھ کہتے ہیں وہی لکھا جاتا ہے۔ اور جب چاہتے ہیں طتوی

کر دیتے ہیں۔ ہم ہیولے اور صورۃ سے مرکب کر کے جسم کہتے ہیں جب
تک ظہور نہیں دیا جسمیتہ ہے۔ جب ظہور دیا تو جسمیتہ سے جسم میں
آگیا۔ یہ جسم محدود ہے۔ یہ اگر قدرتی ہے تو جسم طبعی ہے۔ تمہاری
ضرورت اس میں ہے جو چاہے تراش لے۔ یا ہیولائے وضعی کر کے
جو چاہے بنالے۔ اسے جعل کہتے ہیں۔ ہیولائے وضعی علۃ مادی
تمہاری شئے مجعول کا ہوتا ہے۔ دیکھو یہاں سے کے علتیں تمہاری
شئے مجعول کے لئے واجب ہوئیں ۔

دوسری علۃ۔ علۃ جاعل۔ تم ہو جاعل اپنی شئے مجعول کے
کہ اپنی ضرورت کے بموجب قدرۃ میں لاتے ہو۔ تیسری صورۃ ہے
اسے بھی علۃ کہتے ہیں۔ وضع پذیر ہوتی ہے۔ اسے نہیں سمجھو یہ اثر
جاعل کا ہے۔ اہل یونان کو جب ہم نے فلسفہ دیا تو اسے علۃ نہیں کہا
تھا۔ تیسری معلول قدرۃ کہا تھا۔ دیکھیں گے عرب میں
یہ ہماری قدرت کا ظہور ہوگا۔ جبکہ آج سے ۱۱۱۸ برس گزر جائینگے۔
دیکھو ابراہیم زرتشت تو نہ ہوگا۔ تیری آئندہ کے لوگ تجھے مانینگے اور
باوجود اس کے فلسفہ کو بھول جائینگے۔ ہم ان سے پہلے ایمان اٹھا
لیں گے۔ انہیں خبر نہ ہوگی۔ کہینگے ہم بمقتضائے عقل کام کرتے ہیں۔
اس میں اپنی ہوس و ہوا کو ایسا دور مند کرینگے کہ جو نہ چاہتے تھے
وہی ہوگا۔ ایزد اجرد اپ سلطنت کا انجام تباہی ہو کے نابود ہوگا۔ وہ
فلسفہ کو مانتا اور نہ مانتے تھے۔ تم ہو گئے۔ یہی تھا ہمارا فلسفہ ہم نے

کر دیا۔ علوم کی کتابیں سب بھسم ہوگئیں۔ یہی ایک کتاب تیرے ہاتھ
کی رہیگی ؛

اب ہم فلسفہ علم میں لاتے ہیں

جسم جبکہ جمعیت میں آتا ہے تو اُس میں ایک خودی پیدا ہوتی
ہے۔ اسے ہم نے نفس کہا ہے۔ نفس شے کی شیئیت ہے۔ جہاں یہ
ہے نفس ہے۔ نفس۔ شے کو ہمارے علم سے باہر لاتا ہے۔ تم شے
ہو۔ تم بھی خودی میں آ گئے۔ جو خودی میں آ گئے ہم سے غیر ہو۔ تم میں
پھر ہونا چاہیئے تو چاہیئے کہ ہماری طرف اور تمہاری طرف اور ہماری
طرف ہو تب وہ ہم میں ہوگا رفتہ رفتہ۔ ہو جائینگے تم اُس میں۔ وہ
ہم سے علم لیگا۔ ہم دینگے۔ وہ جو کچھ پوچھیگا پائیگا اپنے میں۔ وہ اُس
وقت ہوگا کلیّۃ میں۔ کلیّۃ عالم ہے۔ وہاں جو فرد جزئی کی ہے کلیّۃ
طبیعت اسے باہر لاتی ہے۔ اور جس فرد کو سوچے اپنے میں
شہود پاتی ہے ؛

دوسرا اتصال۔ اپنا دینا

اب ہم وہ کہتے ہیں جو چاہئے

کلّی یہی سمجھو کہ جب اسے سوچیں تو جو فرد اُس کے افراد کے ہیں سب
کو شامل کئے ہوتی ہے۔ جزئی اپنے تشخص سے دوسرے کو غیر کرتی

ہے۔ کلیتہ وہاں ہے۔ یہاں تشخصات میں ایسی ملفوف کہ جزئیتہ سے
باہر نہیں آتی۔ یہ ہے تمہاری طرف۔ ہمارے ہاں ہر جزئی میں کلیتہ عموماً
روشن ہو رہی ہے۔ تم ہم میں ہو۔ کلیتہ تم میں ہوگی پھر عالم محسوسات
میں ہو۔ وہی جزئی۔ یہ ہے ہماری قربتہ اور اُس میں جمعیتہ کا مبدء
اگر اور زیادہ ہو۔ جمعیتہ اور صفات کی ہو کہ ہم ہیں جامع جمیع صفات
جلال و جمال +

حصول کلیتہ چاہو تو خلوۃ میں ہو۔ اور جس طرح محسوس سے
خلوۃ ہو اسی طرح خیال کو بھی غیر سے خلوۃ میں کرو۔ ہو جاؤ ہماری طرف
اس طرح کہ ہمارے سوا اور خیال نہ ہو۔ یہ ہوگا عالم وحدت۔ تم
ہونگے ہم۔ ہم ہوگے تم۔ اُس وقت تم کل میں سے جس فرد کو سوچوگے
اپنے میں حاضر پاؤگے۔ یہ ہے ہمارے شروق کی برکۃ +

شروق کو ہم نے برکۃ دی۔ مگر وہ کسی پر نہ ہوا۔ نہ تھے مادے سے قابل
ہم نے اپنے شعاع رحمتہ کو اُٹھالیا۔ تمہارے ہیں آذر زرتشت ہوگا۔
پھر نہ ہوگا کچھ۔ بس +

ائمہ محمدیہ میں علی سے کوئی نہ ہوگا اس کی نسل میں مگر حسین کی شہادۃ
سے سب ٹوٹ جائیں گے۔ علی الرضا اُن میں بھی ہوگا مامون اُسے
شہید کریگا۔ مہدی خاتم الائمہ ہوگا۔ وہ عزلۃ میں ۱۲۳۶ برس گذاریگا۔
خروج کریگا اور دنیا سے اُٹھ جائیگا ۲۵ سنہ کے بعد سعید النجم
ایک شخص امت محمدیہ میں اُٹھیگا۔ وہ ہم سے لیگا ہم اُسے دینگے۔

مشائین اپنے دعوے میں پورے نہ ہوں گے۔ بوعلی سینا اُس
کا شاگرد اپنی ایک کتاب کو بھی دیکھیگا۔ تہذیب کو دیکھیگا اور کہیگا
یہ ہے فلسفہ میرا میں نے اسے لیا۔ وہ ہوگا اخلاق وہ بھی نہ ہوگا۔ پھر
وہ ایک کتاب شراح لکھیگا وہ ہوگا۔ مگر اُس سے نہ ہوگا۔ جوہر
خراب ہوجائیں گے ایمان نہ ہوگا۔ اعتقاد نہ ہوگا۔ ہم کو نہ چاہینگے۔
دنیا میں ہونگے۔ وہی لینگے۔ ہم کہیں گے نہیں ہیں ہماری طرف۔
نردوان پر شعاع انکشاف کی۔ ہم ہیں ان سے دور۔ یہ ہوں وہ۔
جب یہ ہوگا۔ اسلام ہم سے محروم ہوگا۔ اشراق کو بھول جائیں گے
کہ تھا یا نہیں +

ہم ہجرت کے سنہ ۱۲۴۵ میں ایک شخص پیدا کرینگے۔ وہ پوتا
ہوگا محمد اکبر کا۔ اور بیٹا ہوگا محمد باقر کا۔ اُس کا نام ہم محمد حسین آزاد
رکھیں گے۔ وہ ہوگا پروفسر آزاد۔ اس کا نفس ناطقہ ہم ادراک کی
روح سے لینگے۔ اور ترکیب دینگے حیوانیتہ کو اُس کی جسمانیتہ پاک
سے۔ یہ ہے اُس کی آفرینش کی کیفیتہ۔ وہ پڑھیگا کتاب سے اور
لیگا ہم سے۔ ہم اُسے دینگے۔ نور اپنے اشراق سے۔ وہ اسے لیگا
اور چھپا لیگا۔ ہم اُسے اُس کے صلہ میں انکشاف دیں گے وہ پائیگا
اور دیگا دہی جو ہم دینگے۔ بس +

ہم عقل کو رتبہ دیں گے۔ عقل ہم میں ہے۔ ہم اُس کے دس
درجے رکھینگے +

عقل اوّل۔ جامع ہے جمیع صفاتِ کمال کو۔ وہ ہم ہیں کہ ہم
میں ہے۔ وہ کرتی ہے جو ہم کرتے ہیں۔ ہم سے الگ ہو؟ نہیں۔
ہیں ہم ہی جو کچھ ہیں۔ بس +

عقل دوم۔ اپنی اُمنگ سے حاضر ہوئی ہم نے کہا اچھا یہی۔
وہ بہت دور سے اپنے کاروبار کو دیکھتی رہتی ہے۔ اور جو ہوتا ہے وہی
ہوتا ہے۔ اب ہم وہ کہتے ہیں جو ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں ہم ہیں
ہم ہیں۔ ہم۔ ہم۔ ہم۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہہہ۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ +

عقل سوم۔ ہمایوں ساعت میں پرواز ہوئی۔ خوب اور خوب
اور خوب۔ ہم اسے دیکھ کر خوش ہوئے۔ اور کہا اچھا جو مبارک ہوں
وہ ہم میں ہوں۔ وہ دو درجہ نیچے تھی مگر اپنی مبارکی سے اپنے آپ
میں بلند ہوئی۔ ہم بھی برخود بالیدہ ہوئے۔ کہ خوب۔ بس +

عقل چہارم۔ علم میں ہو کر اُٹھی۔ اور اپنے آپ کو دیکھتی ہوئی
اُٹھی۔ ہم سمجھے کہ علم ہمارا جب تک ہم میں ہوگا ہوگا۔ جب ہم سے جدا
ہوگا خود بین ہوگا۔ اُسے آگاہ کیا۔ وہ سمجھی اور کہا جو مجھ سے جدا ہونگے
وہ تو وہی ہونگے جو یزدان پاک نے فرمایا۔ تو بس۔ ہم ہم۔ ہم۔ اُسی میں +

عقل پنجم۔ حسن و جمال میں اُٹھی۔ اُسے دیکھ کر سب خوش ہوئے
اُس نے کہا میں ہر شے کی خوبصورتی ہونگی۔ مجھے سب چاہیں گے۔
میں ہونگی اپنی مرضی پر۔ وہ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ بس +

عقل ششم۔ بزرگی میں ہو کر بجائے خود ہوئی۔ ہم اس میں

ہوئے۔ اور وہیں ہوئے اور وہیں ہوئے اور ہوئے وہیں۔ کہا جو ہم
میں ہوگا بجائے خود ہوگا۔ یہ ہوگی بزرگی۔ یہ ہوگا تو ہوگا۔ نہ ہو نہ ہو۔
سب سن کر سکوت۔ اور سب ہم ہیں۔ ہم! ہم ہم ہم +

عقل ہفتم۔ کبریاء۔ اپنے آپ۔ اپنی خوبیوں پر آپ نگاہ آپ
نگاہ آپ نگاہ۔ ہم نے بھی دیکھا۔ کہا ہم میں ہو تو ہو۔ جدا ہو۔ نہ ہو۔
پا بر جا نہ ہوگے۔ دیکھی۔ ہم نے کہا۔ ہم ہیں تو ہو۔ خودی ہیں ہو۔
ایسی بہ جائے جیسے پانی بہے۔ اُس نے کہا۔ میں ہوں۔ اور ہم
میں ہوئی۔ ہم ہوئے اپنے آپ میں۔ اور ہوں ہوں ہوں۔ بس +

عقل ہشتم۔ جبروت۔ وہی کبریا مگر ہم ہیں تو کون ہو؟ ہم
ہیں تو کون ہو؟ یہ ہم میں ہو کر کہا۔ ہم سوچے کہ اُدھر کیونکر ہوا۔ معلوم
ہوا کہ بڑے بڑے مغرور ہوئے۔ اُن کے توڑنے کو یہی ہے۔ یہی ہو
اور یہی ہو۔ ہم ہیں ہم ہیں تم ہیں۔ کون؟ کون؟ کون؟۔ یہ ہوگا
اور ہوگا اور ہوگا ہم توڑینگے ہم توڑینگے۔ ہم توڑینگے یہی ہے بس +

عقل نہم۔ بینش نے نمو داری کی کہ میں دیکھوں میں دیکھوں
میں دیکھوں۔ ہم نے کہا۔ ہم حکم دیں دیکھو۔ نہ ہو نہ دیکھو۔ شوق اسکا
شوق اس کا شوق اس کا۔ ہم نے کہا۔ نہ دیکھ سکوگے۔ پھر نمودار ہی
ہوئی۔ دیکھوں تو۔ ہم نے کہا۔ ہم میں ہو کر ہو۔ یہ ہو تو ہو۔ نہ ہو نہ
دیکھو۔ اچھا دیکھو نہ پاؤگے۔ یہ آنکھوں سے نہیں۔ یہ تو بینش ہے
عرب ہیں ہم اسے بصیرۃ کہوائینگے۔ یہ ہے ہماری قدرت۔ بس +

عقل وہم۔ کہتی اُٹھی۔ کام ہو کام ہو کام ہو۔ ہم نے کہا ہم کرینگے ہوگا۔ اُٹھی کہ یزدان پاک آپ میں ہوکر۔ ہم نے کہا یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا۔ تم کرو ہمارا کیا ہوا۔ وہ بہت خوش۔ ہم نے کہا بہت کیوں؟ دیکھا کہ خوش! ہم نے کہا تم ایسی ضرورتوں میں مبتلا ہوگی کہ فرصتہ نہ پاؤگی۔ اُس نے کہا یہ کیا ہے؟ ایسے کئی جہان ہوں تو میں کردوں۔ ہم نے کہا۔ ہم میں ہوکر ہم میں ہوکر ہم میں ہوکر پھر ہم نے کہا دیکھو ہم نے کہہ دیا ہے۔ نہ ہوگے تو کام خراب! کہہ دو اپنا حال فرنگیوں سے۔ وہ ہونگے کیا جانے کب۔ یہاں کہہ دوگے وہاں اثر ہوگا۔ آواز ہوئی۔ اس قوم کو اثر نہیں۔ ہم میں کرنے والے کام کے۔ ہم توڑینگے انہیں۔ دیکھو ہم توڑینگے انہیں۔ دیکھو ہم توڑینگے انہیں۔ عقل[1] بولی یہ آپ کے توڑے ٹوٹینگے۔ میں نہیں ہوں۔ ہم نے کہا۔ ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ سب نے کہا آپ توڑینگے آپ توڑینگے آپ [illegible]۔ ہم نے کہا۔ یہی ہوگا یہی ہوگا یہی ہوگا۔ اب ہم ایسا خراب کریں گے کہ سب خراب ہو جائیں گے یہی ہے بس*

[1] عرب میں اس عقل کو ہم نے عقلمان کہا تھا۔ ہاں اسوقت عرب میں صاحب کے معنوں میں تھا۔ وہ کھو بیٹھے اور آپس میں عقل فعّال کہنے رہے ہم نے کہا کہنے دو۔ نہیں سمجھ نہیں۔ کیوں زرتشت ہم نے تم سے کیا کہا تھا؟ آج یہ کیسے جنون کر رہے ہیں؟ اور سب اکٹھے ہوکر کہتے ہیں اب کیا کریں؟ یہ نہ وقت کہ ابھی کر سکتے ہیں۔ دیکھینگے۔ ہم پھر پوچھینگے

عقل کلی سب نے مل کر ایک آواز دی۔ وہ ہماری طرف ہوئی۔ اور ہم سے ہوئی عالم عالم اہل عالم پر۔ ہم نے کہا یہ ہوئی عقل کلی اب ہم اب تم اب تم دیکھ زرتشت ہم لکھواتے ہیں۔ تو ہے ہمارے پاس۔ عالم انسانیت میں یہ کون ہے؟ زرتشت بولیگا۔ یزدان پاک یہ تیری قدرت۔ تم کہینگے ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں فرنگ کہینگے۔ ہماری بغاوت ہوتی ہے۔ وہی کہینگے بغاوت نہیں۔ آگاہی ہے۔ بس یہی +

ہم ہیں تیری طرف تو ہے ہماری طرف اے پروفیسر آزاد تو ہے کہانے پر۔ تو ہے حکم پر۔ ہو حکم پر۔ بس +

تیسرا اتصال۔ وتیاوتا

سیکھو جو ہم سکھاتے ہیں

جزئی کو اب یوں سمجھو کہ کلی میں ایک ایک فرد جزئی ہے۔ اس لئے کہ جز ہے۔ ہر جز میں کلیت۔ ہر جز میں کلیت ہر جز میں کلیت۔ وہی ایک ذات ہے اس پر تشخص لاحق ہوا ہے۔ فرد فرد جدا علم میں آتی ہے۔ اور سمجھ لو کہ علم ہمارا بھی جزئی ہے۔ جزئی کو سمجھتا ہے۔ کلی کو نہیں سمجھتا جبتک تم کلیت میں آپ نہ ہوں نہیں سمجھ میں آئے گی کہ وہ کیا ذاتیت ہے جس سے یہ ذات نکلی۔ اور اس میں کیوں یہ صلاحیت ہے کہ جب اس پر عوارض لاحق ہوتے ہیں تشخص میں آکر جزئی ہوجاتی ہے +

ہم کلیتہ ہیں۔ ہم میں آؤ۔ تم دنیا میں ہو تو بھی اِدھر آسکے ہو۔
آؤگے تھوڑی دیر کے لئے۔ ہو اس طرح کہ ہم ہوں اور تم ہو۔ دوسرا
نہ ہو۔ ہم ہیں روح الارواح تم ادھر آؤ ہوگے عالم ارواح میں
جب وحدۃ کرو ہمارے ساتھ تو واجب ہے کہ غیر کا خیال بھی نہ ہو۔ وہ
ہوگا تو ہم نہ ہونگے یوں ہوتی ہے وحدۃ۔ ہم واحد ہیں! واحد اور
ہوتا ہے۔ احد اور ہوتا ہے۔ احد وہ ہے کہ جس کے لئے ثانی
نہیں۔ ہمارے احادوں کو۔ سارے احادوں کو۔ سارے احادونکو سمیٹکر وہ
ایک احد ہوا ہے۔ وہ ہیں صمد صمد صمد جبکہ ہم ہیں ادھر تو ہیں ادھر۔ ادھر
ہوں تو ایسے ہوں کہ ادھر کی خبر نہ ہو۔ ادھر ہوں۔ اور ادھر ہوں۔ اور
ادھر ہوں یہاں تک کہ ہم ہوں تم میں۔ تم ہوگے ہم میں۔ وہی تو وحدۃ
ہے یہیں وہاں کلیتہ لاحق ہوجاتی ہے۔ وہ عجب علو رتبہ ہے۔ ہر
شے وہاں موجود ہوتی ہے۔ چاہو! جو چاہو موجود۔ یونان میں ہم
ایک وقت دیکھے۔ وہ کہیں گے کلیتہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ وہ ان
کی سمجھ کے فرق ہونگے۔ مآل سب کا کلیتہ ہے۔ یہی ہے ہماری وحدۃ
کا رتبہ۔ یہی ہے کہ جب ہم دنیا سے اٹھینگے تو یہاں ادھر اُدھر کچھ تعلق
نہ ہوگا سیدھے ذات بحت کی طرف جائیں گے۔ ہم ہونگے قدم میں
اور حدوث کے تغیرات ہمارے حال کو دکھا نہ سکیں گے۔ یہ ہے +
ابراہیم زرتشت نے عرض کی۔ ہم ایسے ہی ہیں اے یزدان
پاک ہم کیوں کم ہوں کلیتہ میں؟
مرحمتہ ہوئی۔ دیکھ

اے ابراہیم زرتشت تو اس وقت ہماری طرف کیسا متوجہ ہے
تجھے خبر نہیں کہ تیرے ہمسائے بول رہے ہیں یا چپ ہیں ہم ہیں
تجھ میں کہ تو ہے ہم میں۔ بس یہی ہے اُدھر سے اِدھر ہونا ہم تجھے
دینگے ریاضتہ۔ ہوتے ہوتے ایسا ہوگا کہ جب ہماری رحمۃ اُدھر
وسعت دیگی تو ہوگا ایسا کہ جو ہم دینگے تو پائیگا۔ اور نہ ہوگا کچھ اور +
اے میرے یزدان پاک! میں تجھے مانگتا ہوں۔ تو مجھے
وہی دے جو بہتر جانے۔ ہم نے تجھے دیا سب سے پہلے صبر۔ یہ
تجھے برداشت دیگا تکلیفوں پر کہ جو آئینگی اس دنیا میں تجھ پر تو ان
کی پروا نہ کریگا اور کسی حال میں ہو ہم میں ہوگا +
اے یزدان پاک! یہ منظور کیا میں نے۔ میں ہوں تجھ میں کہ تو ہو
تجھ میں +
اے میرے بندہ تو ہو مجھ میں اور دیکھ کہ تجھ میں کیا ہے؟
الاہا میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھ میں بولتا ہے۔ ہاں میں ہوں تجھ میں +
الاہا تو ہے مجھ میں تو میں کون ہوں؟ تو ہے وہی
الاہا میں ایسا ہی ہوں کہ تو ہو مجھ میں! ہم ہیں تجھ میں
الاہا میں نے تجھے پایا تو مجھے پا پایا ہم نے تجھے۔ ہم ہیں
وحدۃ میں۔ اب ہو تو الگ کہ ہے تو دنیا میں دیکھ تیرے دل
میں کیا ہے؟
الاہا میرے دل میں یہ ہے کہ میرے ایک بیٹا ہے۔ یہ ایسا ہو جیسے

کہ میں ہوں +

اے زرتشت تو ہے بیٹے میں۔ نہیں ہے ہم میں۔ تو اور ہم وحدۃ غیر۔ وہ! ہم نہیں۔

اَلاَہا اب میں اُسے نہ لوں! میں ہوں تجھ میں تو ہو مجھ میں۔ یہ ہے تو ہم ہیں تجھ میں عرض کی۔ یہ ہے تو یہی۔ ہم نے کہا ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ دیکھ ہم ہیں۔ اوپر تو ہے وہیں۔ ہم نے اپنی رحمت کو اُٹھایا۔ تونے دیکھا؟ اَلاَہا دیکھا میں نے۔ کیوں؟ تھی وحدۃ؟

زرتشت! تو کہتا ہے۔ تھی۔ دیکھ اب ہم ایک تو ایک۔ دیکھ اب کوئی تجھ میں بولتا ہے؟

زرتشت! تو کہتا ہے۔ ہوں۔ نہیں بولتا۔ ہوں نہیں بولتا۔ ہوں نہیں بولتا۔ جب تجھ میں بولے ہوں۔ تو جان کہ تو ہے۔ ہم نہیں۔ دیکھ وہ تھی وحدۃ۔ اب جو ہم کہتے ہیں یہ ہے اشراق +

زرتشت! تو کہتا ہے۔ نہ ہے اشراق۔ ہم نے کہا۔ ہم ہیں۔ تو ہو اپنے کام پر۔ بس +

ہم نے جزئی و کلی کو ایسا فراق اور لحوق دیا ہے کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ یہاں آؤ گے تو سمجھو گے۔ یہاں لواحق اور عوارض نہیں۔ پھر بھی ہر گر میں امتیاز ہے۔ پہچانتا ہے ہر ایک۔ ایک ایک کو۔ اور یہ شناخت ہمارے علم کی قدرۃ ہے۔ ہم نے اُنہیں دی ہے۔ جو ہماری طرف آتے ہیں اپنے اپنے درجہ پر ہوتے ہیں۔ ہم اُنہیں دیتے

ہیں علم اور علم کی قدرۃ پہچان کے لئے۔ یہ ہے ہماری رحمۃ یہ ہے
ہماری برکتہ یہ ہے ہمارا فیضان۔ تو بڑا حوصلہ والا ہو جو اسے لے اور
سکوت کرے۔ اور ہمارے راز کو رازِ الٰہی سمجھ کر اس کی پردہ
داری کرے تب ہو تو حاملِ زعامتہ کبریٰ کا۔ یہ رتبہ دیں گے ہم
پروفیسر آزاد کو۔ یا درہے تجھکو تو ہوگا اس وقت ہم میں۔ اور ہم
تجھے دکھائیں گے کہ دیکھ یہ ہے پروفیسر آزاد۔ ہمارے حکموں کو
کیسا لیتا ہے۔ اور کیسا اُن پر مستقل ہوتا ہے۔ بس یہی ہے *

چوتھا اتصال نیا وتا

منطق کو بھی دیکھو

کلّیات اربعہ

جزوی وکلی ختم ہوئی۔ یہ تھا فلسفہ۔ اب ہم تم کو وہ جزو دیتے ہیں
جسے فلاسفہ یونان کے نطیقہ کہینگے اور عرب منطق۔ ایران عرب
سے لیگا۔ اپنی زبان اور یہ علم گم کردیگا۔ بولی کچھ اور ہو جائیگی۔ فلسفہ

(تصحیح لفظ منطق کی) نیا کو عرب نے منطق کہا۔ منطق۔ نفس ناطقہ کی گویائی ہے۔
یونان نے نطیقا کہا۔ اس نے نفس ناطقہ سے لیا تھا۔ وہ بھولا۔ نطیقا ہو گیا *

نیا حقیقتہ میں وہ علم ہے جو ہم سے لے اور ہم دیں کہ جو فکر غلطا کرے۔ اس کے اصول
سے درست کرے۔ اس کے لئے کوئی لفظ عرب میں نہیں۔ ۱۲ سو برس سے آجتک
کتب یونان و عرب و فارس بلکہ کل ممالک آشیا میں غلطی چلی آتی ہے (بقیہ برصفحہ ۲۶)

ہوگا وہی جو پایا عرب نے یونان کے مشائین سے۔ اس کا مدوّن عرب میں بوعلی ابن سینا ہوگا۔ اس کو ایران پڑھیگا۔ یہ کتاب آپ ہی آپ ہوگی +

ہم تمہیں دیتے ہیں منطق کے اصول اور الفاظ۔ یہ فلسفہ میں بولتے ہیں اور معنے اصطلاحی لیتے ہیں اے ابراہیم زرتشت جہاں جنس ہم کہیں تم سمجھو۔ یہ لفظ جنس ہے تو ایسی کلی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں اُن کثیر پر جن کے ہر فرد میں ذاتیتہ کے لحاظ سے یہ سرشت ہے۔ اگرچہ کثیر مختلف الحقائق ہیں +

فصل ایسی کلی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں ہم اُن کثیر پر جو اپنی ذاتیتہ کے لحاظ سے اُن میں سے بعض افراد کو الگ کر لیتی ہے۔ اگرچہ کثیر ہوں مختلف الحقائق +

نوع۔ ایسی کلی ہے کہ اُسے اطلاق کرتے ہیں اُن کثیر پر جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) ہم دیکھ رہے ہیں +

اے ابراہیم زرتشت تو لکھ۔ تیری کتاب ۱۳۱۵ھ ہجرۃ محمدیہ میں اس غلطی کو کھول دیگی۔ پروفسر آزاد کو ہم دینگے اس کی زبان میں سیاک۔ وہ اس حاشیہ کو لیگا۔ اور چھٹے باب کے شروع سے پہلے اسے لکھیگا +

کتاب اس کی اس نقطہ پر ہوگی آور زرتشت تیرا بیٹا ہم سے عرض کریگا پروفسر آزاد اُس سے سُن کر ہم سے ملتجی ہوگا۔ ہم دینگے۔ اور اس وقت کل ہندوستان اور کشور ایران میں حرفاً حرفاً پھیل جائیگا +

ذاتیتہ اور حقیقتہ میں ایک ہیں۔ ہم ایک ایسی مثال دیتے ہیں جس میں تم تینوں کو سمجھو +

جنس حیوان ناطق کی حیوان ہے
فصل اس کی ناطق ہے
نوع اس کی انسان ہے

عرضیضا۔ یہ کلی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں ہم ان کثیرین پر جو مختلف الحقائق ہیں ذاتیتہ میں اور متفق ہیں لحوق میں +

یہ ہیں کلیات اربعہ ہم انہیں ہر جگہ بولتے ہیں اور یہی سمجھتے سمجھاتے ہیں جو معنے ہم نے کیے۔ ہم نے کلی و جزئی کے معنے تمہیں بتائے تو ہیں۔ تم یہ بھی سمجھے کہ جزئی کلی ہو تو کیونکر ہو؟ ہاں یزدان پاک۔ ادھر سے ادھر۔ یہ ہے پر ایسا ہو کہ تصور تک ادھر کا نہ ہو۔ اسے خوب سمجھو۔ یہ بات سمجھ میں آنی اور ہے۔ اور اس کو ادھر لحوق دے کر ادھر ہو جانا یہ اور بات ہے۔ یہ ہم میں ہوتا جبھی ہوا تم حیرۃ تو کروگے کہ یہ کیا کہا؟ یزدان پاک۔ حیرۃ ہے۔ ہم تم میں ہیں۔ اور ہر دم ہر پل ہیں۔ واجب الوجود ہو کر ہیں۔ مگر لواحق اور عوارض میں ایسے دبے ہوئے ہیں کہ کچھ بھی ظہور نہیں دے سکتے۔ جب انہیں چھوڑ دو تو واجب الوجود۔ یہ یہاں ہے تو بندگی۔ ادھر اس کا رجوع ادھر کے لئے اس کا ارادہ۔ ادھر سے رحمۃ۔ جاذبۂ رحمۃ ہو تو ادھر سے ادھر ہونا مشکل نہیں۔ یہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ زرتشت نے کہا

یزدان پاک! وہ ہو تو کیونکر ہو؟ دعا ہو خضوع و خشوع اُس کے ساتھ
ہم دینگے اور وعدہ کرتے ہیں کر دینگے۔ ابراہیم زرتشت نے کہا۔
ہم نے لیا۔ جو سمجھیگا وہ اوروں کو سمجھائیگا۔ ہم نے کہا تو سمجھیگا اورونکو
کون سمجھائیگا؟ اُس نے کہا ہاں درست۔ میں دیتا ہوں یہ نہیں مانتے
ہم نے کہا نہیں مانتے یہ! خراب ہو جائینگے۔ ہم نے کہا سچ ہے دیکھ
ابراہیم زرتشت اب ایک اور آفت آتی ہے۔ یزدان پاک وہ کیا؟
ہمنے کہا وعدہ خلافی۔ یزدان پاک! وہ کیا ہوئی؟ ہمنے کہا دیکھ وہ اسفندیار کو
رستم کے ہاتھ سے مروا دیا۔ یزدان پاک! مجھے تو خبر نہیں۔ ہمنے کہا گشتاسپ
کو اُنھوں نے آپ برانگیختہ کر کے بیٹے سے لڑایا۔ وہ اس سے سر بر نہ آسکتا
تھا۔ رستم سے اُسے لفظ خلاف پر ڈال کر آنکھیں ضایع کر دیں...... لو
وہ مر ہی گیا۔ یزدان پاک مجھے تو خبر نہیں۔ دیکھ اب خبر بھی ہو جائیگی
تمام ایران گشتاسپ کو لعنت کریگا۔ ہم کہینگے باپ کے ہاتھ سے
بیٹا قتل ہو گیا یہ کیا غضب ہوا۔ اب کون ہے جو اسفندیار جیسا بیٹا
پیدا کرے۔ گشتاسپ اپنی حرفت پر خوش ہوگا۔ اور سب کہیں گے
ایسے بیٹے کا یہی علاج تھا؟ جو باپ نے کیا۔ باپ کہیگا۔ ہائے
بیٹا تو گیا پر بڑا بیٹا گیا۔ بیٹا کہیگا۔ ہائے مرا میں پر باپ سے لڑ کر مرا۔
ہم کہینگے۔ دونو تم میں نہ تھے حکم پر چلتے نہ مرتے کیا کریں ہم کے مرنے میں ہی
خرابی ہوتی ہے۔ مرنا ہمارے حکم پر چلتا ہے + دیکھ زرتشت یہ ہوتا ہے حکم
ہمارا۔ جو مانے وہ ہوتا ہے صاحب حکم۔ جو نہ مانے اُسے کچھ نہیں کہتے۔ جو چاہے

کرے اپنی عقل سے۔ یہی ہے ہماری قدرت کا ایقان +
دیکھ زرتشت یہ ہے پروفیسر آزاد۔ اس پر ہماری قدرت
کا وعدہ پورا ہوا۔ یہ ہوگا اس وقت ایسا اور اس سے زیادہ۔ ہم اسے
لینگے اپنی طرف۔ یہ ہوگا ہماری طرف لکھیگا سپاک کو اس وقت
کی زبان میں۔ ہم اُسے اُردو لکھوائینگے۔ اُسے اس علم کا شوق ہوگا
حاکم وقت فرنگ ہوگا۔ وہ اس علم کے ساتھ اُس کا دشمن ہوگا۔
اُن کے مقتدر کا نام ایچیسن ہوگا۔ وہاں تین لیفٹ سے اُسکی دشمنی
میں ہوگا۔ جب یہ کتاب ہم لکھواتے ہونگے وہ ذلیل ہوگا۔ جب ختم
ہوگی بہت ذلیل ہوجائیگا +

اب ہم پھر فلسفہ کے مسائل لکھواتے ہیں +

پانچواں اتصال۔ میاوتا۔ اب پھر وہی

زمانہ۔ ہم اپنے عہد کو۔ ۔ حال کہتے ہیں +
جو ہم سے پہلے تھا اُسے ماضی +
جو ابھی نہیں آیا۔ ۔ ۔ ۔ استقبال ہے جہاں یہ ہیں وہاں زمانہ
ہے +
زمانہ وہاں ہے جہاں حدوث ہے۔ قرار نہیں۔ جب حدوث
سے اوپر ہو تو دہر ہے۔ اس میں حدوث نہیں۔ پھر بھی تغیرات
ہیں۔ وہاں نہ سمجھ میں آئیں گے جب تک یہاں نہ آؤ گے۔ ہر تغیر

میں ایک بات ہے کہ وہ ہے اور نہیں۔ تو بھی وجود ہے۔ اُسے ہم
یہاں کیا سمجھ سکتے ہیں؟ وہی سمجھے جو اُدھر ہو۔ دہر زمانہ سے اوپر
ہے۔ اور وہاں جنبش نہیں۔ وہاں حرکت نہیں۔ وہاں مہر و ماہ ہیں اور
گردش نہیں۔ سال و ماہ کا حساب نہیں۔ مدّۃ کو مقدار نہیں۔ ہم ایک
فکر میں شخص کو ولادت سے دم آخر تک سمجھ لیتے ہیں۔ پروفیسر آزاد
اکثر دہر میں ہوں گے۔ وہ نہ سمجھیں گے کہ میں ہوں۔ وہ اگر چاہیں تو
رجوع کریں اور نوجوان ہو جائیں مگر نہ چاہینگے کہ ہونگے ہمارے حکم
میں۔ نہ ہونگے حُبِّ جاہ میں۔ نہ ہونگے محبّت میں۔ نہ ہونگے طمع
میں۔ نہ ہونگے سہل انگاری میں۔ نہ ہونگے تساہل میں۔ جب ہونگے
حکم۔ حکم۔ حکم۔ دیکھ ابراہیم زرتشت وہ! آدمی ہے۔ اُسے
شوق ہے۔ ہماری کتابوں کا۔ جو ہمارے حکم کے دشمن ہیں وہ نہیں
پہنچنے دیتے۔ ہم نے کہا ہم دینگے۔ ہم مہاراجہ جے چند کی چھ کتابیں
لکھوا دیں۔ اور یہ لکھوا دینگے۔ وہ لکھیگا اور اپنے آپ کو اس قابل کریگا
کہ ہم دیں وہ لے۔ یہ آدمی زاد کے لئے بڑی مشکل بات ہے۔ ہم
دیں گے اُسے۔ وہ ہوگا ہر وقت ہماری طرف۔ اُسے اولاد کا خیال
ہوگا وہ بھی اسی لئے کہ ہوں ہماری طرف۔

ہم اب پروفیسر آزاد کو کہتے ہیں کہ یہ اتّصال ختم ہوا۔ اسکے
آگے چھٹا اتّصال لکھو کہ ہے وہ جیا وتا ر جاننے میں ہے۔ پڑھنے
میں نہیں) بس یہی۔

چھٹا اتصال۔ جیاوتا۔ جاننے میں ہے۔ پڑھنے میں نہیں

اے ابراہیم زرتشت۔ فلسفہ ہمارا یہ ہے کہ جب ہم چاہیں جو ہم چاہیں۔ ہوا۔ اور ہو۔ اور ہو! ہم اپنے عالم میں کل عالم ہیں۔ جو یہاں ہے وہ اور نیچے کے عالموں میں ظہور ہوتا ہے ہم ہم ہم۔ ہیں ہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ یہاں ہوتا ہے۔ یہ اور ہوتا ہے۔ جو ہم میں ہے۔ وہ ہے ہی۔ ہم ہیں اپنا آپ وقت۔ یہ وقت ہے اور ہے۔ اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا یہ ہے سرمد۔ یونان کو جو ہم نے فلسفہ دیا وہ وقت کو ۳ درجوں پر لے گئے۔ اُن میں افلاطون الٰہی اس بات کو سمجھا کہ سرمد بات ہی اور ہے۔ ہم ہیں سرمد ہم ہیں سرمد ہم ہیں سرمد۔ یہ ایک حالت ہے ہماری۔ وقت نہیں۔ وقت کو قرار نہیں۔ ہم ہیں قرار ہم ہیں قرار ہم ہیں قرار۔ آج ہم وہ کرتے ہیں جو ہمیں آج سے ۴۵ برس بعد کرنا تھا۔ ہم ہیں اپنے فلسفہ کے مالک۔ ہم جب چاہیں پورا کریں۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ۔ کیوں زرتشت دیکھا تو نے تو کہتا ہے تجھے رحم آتا ہے پروردگار! تو رحم نہیں کرتا؟۔ ان کے بچے اگر بڑے ہوں تو دیکھے تو!۔ ہم دیکھ رہے ہیں!

۲ زمانہ اور دہر ہم نے سمجھایا سرمد کو بھی تم نے جان تو لیا۔ دیکھو سرمد ہم ہم ہم۔ ہیں! ہیں! ہیں!۔ یہ ایک ہماری صفت ہے۔ اور صفت وہ نہیں۔ یہ ایک حالت ہے ہماری کہ ہم ہیں۔ اور ہر طور سے

ہیں۔ اور کوئی کچھ ہو ہم ہیں۔ وُہی اور ہیں۔ اور ہم وہی جو تھے۔ اور ہونگے
اور ہوگئے اور ہونگے۔ جہاں تک تم سمجھو۔ جہاں تک سمجھو۔ جہانتک
سمجھو یہ ہے سَرمَد۔ اب ہم بتاتے ہیں کیا ہے ستیا وِدتا؟ اور نیا وِدتا
میں فرق؟ ستیا وِدتا یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ یہ ہے
ہمارے واسطے۔ ہم ہیں آپ۔ آپ خود۔ یہی خدا۔ خود آپ۔ بس اور
کوئی نہیں۔ کوئی ہے؟۔ نا۔ نیا وِدتا۔ ہم جانتے تو ہیں مگر اُن سے
پوچھ کر۔ پوچھنا بڑی مشکل! ادھر سے مرحمت بڑی مشکل! یہ مشکل تمہاری
بات ہے۔ تم اُدھر سے اِدھر ہو! یہ ہو تو آسان۔ نہ ہو تو مشکل!۔ یہ ہے۔
بس ہم ہم ہم ہم۔ جب ہم ہیں تو تم ہم میں ہو ہم میں ہو ہم میں ہو۔ اتنے
ہو کہ اپنے گرد و پیش کی آواز بھی سُنائی نہ دے۔ یہ تمہارے لئے
بڑی بات ہے! ادھر یہ ہے کہ بھلا اتنا تو ہو! یہ ہو تو جب ہم سے
عرض کی التجا کرو۔ جو ہر قابل ہوگا تو ہم رحمۃ ادھر سے مبذول کریں گے
نہ ہو تو حکم ہوگا ریاضتہ! ریاضتہ کیونکر؟ آخر شب اور آخر
روز۔ وہ دین و دیانتہ تو نہیں مگر بہت سے امور کا مجموعہ ہے۔ اور یہ اُس
وقت ہے کہ جب ہم دیکھیں کہ اُن میں ایک دین دیانتہ بھی ہے۔ اور
صفت نہیں کہ نہ تھی۔ اب ہوگئی۔ یا اب تو ہے۔ مگر کبھی ایسا بھی ہو کہ
ہم ہیں وہ نہیں۔ ریاضتہ کو ایسا سمجھو کہ ہم ہیں اور تم نہیں۔ تم آجاؤ۔ ہم
ہو گئے تمہارے ہیں۔ اُس وقت تم ہم سے جو مانگو ہم سُنتے ہیں +

ساتواں اتصال گیا وقتا۔ جو ہمنے سُنا وہی کہا

ہم ایک عجیب مسئلہ وجود باری کا تمہیں سمجھاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جب ہم نیاز کے ساتھ اُس کا تصوّر کرتے ہیں تو ہمیں اجازۃ دیتے ہیں کہ آؤ۔ جب ہم ادھر جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جو کچھ یہاں ہے وہی وہاں ہے۔ مگر یہاں جسمیّتہ ہے۔ وہاں جسمیّتہ نہیں۔ اور یہاں ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہاں علم ہے۔ یہاں سونگھ کر کیفیّتہ محسوس ہوتی ہے۔ وہاں یہ نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ خوشی ہے ہاں یہ کہ کیوڑہ یا گلاب ہے۔ یہ اوپر جاکر ہوگا خوشی میں امتیاز ہوگا۔ گلاب کی اور خوشی ہے سیلوتی اور خوشی ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی پھول کی قسمیں ہیں۔ عالم محسوسات سے جب اوپر جائیں تو یہاں ہم ہمہ گری میں اس طرح امتیاز نہیں کرسکتے جس طرح کہ چاہئے۔ عالم عقول اور نفوس سے اوپر آجائیں اور ہوں ہم میں ہی ہم میں۔ اور ہماری طرف سے ہوکر دیکھو! کیا ہے؟ اس وقت ہر طرح کے امتیاز کو پاؤگے۔ ہاں اب یہ رہا کہ وہاں کب؟ یہ ذرا کارکی دیا پر ہے۔ جیسے عرب میں ہمنے کہلوایا ذات بحت۔ ہم جب تک وہاں نہیں بے خبر ہیں۔ ذات بحت ہے عالم علم۔ وہاں ہوں تو معلوم ہو۔ عالم محسوسات سے وہاں ہونا بہت دشوار ہے۔ ہم سے پوچھے ہم دینگے۔ آپ کلیّتہ ہیں ہوکر سوچئے۔ نہیں کاملیّتہ کا بس یہی ۔

ریاضتہ ہماری ہم ہی جانتے ہیں اور ہم بتاتے ہیں تمہیں اُسکا
طریقہ۔ وہ حقیقتہ میں تمہارے جوہر پر منحصر ہے۔ جس قدر اُسے برداشت
ہوگی اُتنی ہی اُسے کلفت معلوم ہوگی مگر وہ اُسے خوشی سے لیگا۔ اور ہم
اُسے لینگے۔ اور ہم اُسے دینگے اور وہ لیگا۔ وہ علم ہوگا! علم ہمارا ہم
میں ہے۔ ہم علم دیتے ہیں۔ وہ بے علم ہوکر ہم میں ہو۔ وہ کہے ریاضتہ
کیونکر ہو؟ ہم کہیں ہو جا تو! وہ کہے ہوگیا میں ہم کہیں دیکھ! کہے دیکھا
ہم کہیں سمجھا؟ وہ کہے سمجھ گیا۔ ہم کہیں یہ کیونکر ہوا؟ وہ کہے جو حضور سے
ہوا۔ ہم کہیں ہم نے نہیں کیا۔ وہ کہے اے ایشور مہاراج یہ مجھ سے
خطا ہوئی۔ ہم کہیں نہیں۔ کہو! وہ کہے کیا؟ ہم کہیں کہو حضرت سے
ہوا۔ ہم اپنی مصلحتہ کو آپ سمجھتے ہیں! وہ کہے مہاراج حضرۃ سے ہوا ہم
کہیں۔ بس یہی۔ پھر وہ کہے اے مہاراج مجھے وہ دے! ہم کہیں وہ
ہے! وہ کیسے لے لوں؟ ہم کہیں۔ تیرے لئے نہیں۔ وہ کہے
درست یہ ہے اور ہم کہیں یہ تو اُس کی ہے! وہ کہے اُسی کی ہے
یہ ہے ریاضتہ ہمارے حضور کی۔ دیکھ اے ابراہیم زرتشت
کس شوق سے ہمارے علم کو لیتا ہے یہ بندہ ہمارا۔ تو نے بھی لیا۔
مگر اس شوق سے نہیں لیا۔ یہہ ہے تسلیم بڑھ کر رضا کی طرف۔ ہم ہم ہم
ہم جو اس میں ہوکر کہتے ہیں خوش ہی ہوتا ہے۔ یہ ہے ہماری ریاضتہ
میں طاعتہ اور متابعتہ میں۔ تو اسے دیکھ اور مانگ ہم سے یہ بات!
ہم نے کہا سپک کیا کریگا ہم اُس نے کہا نہ لونگا پروردگار پھر آتنے

کہا ریاضتہ کا طریقہ تو دیکھوں! ہم نے کہا وہ دیکھیں گے اور اُس نے
کہا نہ دکھاؤں ؟ ہم نے کہا نہ! اس نے کہا بہت خوب - عرض کی
مجھے تو مرحمتہ ہو ہم نے کہا لکھ ہم نے لکھوایا اُس نے لکھا - ہم نے کہا
بس اور نہیں اس نے کہا خوب - ہم نے کہا ہم ہیں علم اُس نے کہا
یہی - اس نے کہا مشہد مقدس سے دو تین کتابیں لے آؤنگا - ہم نے
کہا لے آئیو - اُس نے کہا ایمن آباد سے دو چار ؟ ہم نے کہا ملجائینگی
اُس نے کہا ریاضتہ کا طریقہ مرحمتہ ہو ہم نے کہا لکھ وہ لکھ رہا ہے
دیکھ ہم کہتے ہیں - بس - وہ ہے بس یہ ہے ہماری اطاعت یہ ہو
تو ہماری ریاضتہ ✣

اس میں - ۲ دن کا وقفہ ہوا دخادیا داہا ابراہیم زرتشت علی جنابہ
نے پھر التجا کی اے آذر گشسپ میری کتاب پھر
لکھوائیے - حکم ہوا وہ بندہ ہمارا ہر وقت موجود ہے
خدمت کو - دیکھو آج تفرج سے پھر کر آئیگا ہم دینگے
وہ لکھیگا ✣

دخادیا داہا ابراہیم زرتشت نے عرض کی یا میرے
ایزد پاک مرحمتہ ہو - چنانچہ اشراق مقدسۂ الٰہی میں ارشاد
ہوا لکھ اے پروفسر آزاد ✣

آٹھواں اتصال ولیتا ہم ہیں اور جو ہم ہیں ہم ہی جانتے ہیں

ہم ہیں کہ ہم نے اپنے تئیں تھیور اویا کہوایا۔ پھر ہم نے ہی ایزد کہوایا۔ ایک درجہ اوپر یزدان اسی ملک میں ہوا۔ جب ملک اسکندر نے زور پکڑا ہم نے اپنا نام لہا کہا۔ سب نے کہا! ہم بہت زور سے بولے۔ یہ ہوگا عرب میں الٰہ عرب میں الٰہ اللہ ہوا ہم نے اللہ کے نام کو نور دیا۔ یونان اور فارس سب میں اُسی کا اجالا ہوا نو سو برس سے زیادہ نہ رہا۔ ہم نے چاہا انہوں نے نہ چاہا۔ نور کی روشنی کو حکومت میں لیا۔ ہماری طرف نہ ہوئے عقل جزوی کو لیکر دنیا میں بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا۔ یہ بھی ہماری دی ہوئی ہے۔ حکم میں ہونگے۔ وہ ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ دنیا کو لیتے لیتے ہم کو بھلا نہ کر دیا جھوٹ موٹ ایمان رہ گیا۔ ہم نے اُن سے نور کو اُٹھا لیا وہ نماز روزہ اعمال بھی کرتے تھے مگر ہم میں نہ تھے۔ اسی طرح ۱۳ سو برس گذر گئے ہم نے ۱۲ سو ۶۵ ہجری میں پروفیسر آزاد کو آفرینش دی اور ۱۳ سو کے بعد نور نے اس میں ظہور کیا۔ وہ بڑے زور سے اُٹھا اگر نور ایمان لوگوں میں ہوتا وہ نہ تھا سب نے اسی کے زور کو اپنی کثرۃ اور روپے کے زور سے روکا۔ وہ رکا مگر نور نہ رک سکا۔ وہ بتا رہ گئے ہم نور دیتے گئے۔ وہ ختم شکلوں میں ہم ہی طرح مبتلا ہوئے

اُس کی بی بیوں اور بیٹیوں نے بڑی پاک آمنی سے نور کو دل میں رکھا۔ وہ بے علم تھیں۔ تو بھی ہماری طرف حسرت سے دیکھتی رہیں ہم نے اُنہیں دُور دُور سے رُوک رُوک کر پھر اس کی طرف پہنچایا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور حیرت کی کہ الٰہی یہ کیونکر ایسی ہوئیں؟ وہ ہماری قدرت کو سمجھ گیا تھا۔ یقین پر رہا اور اُنہیں حکم پر لیا۔ وہ اس کے پاس آئیں اور نور سے آئیں اور نور میں آئیں۔ بیٹیاں اور بیٹے اُن سے زیادہ ہم نے اُنہیں یک جا کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اور ہماری قدرت کو بڑی عظمت سے لیا۔ اور یہ بات سب نوری میں ہماری پھیر ہو کر گری۔ سب حیران ہوئے۔ شاگردوں کو بڑا زور ہوا۔ وہ خوب اُچھل اُچھل کر کھڑے ہوئے اور بیٹھے۔ اور پکارے۔ اے ہمارے ایشور! اے ہمارے ایشور تو بڑا بھا ایشور تو نے کیا کچھ کیا؟ تو نے کیسا نور دیا؟ یہ کیسے نور والے؟ یہ کیسے نورانی؟ یہ کیسے نور میں غوطے مار کر اُڑتے ہیں؟ یہ کیسے تجھ تک آتے ہیں؟ یہ کیا کچھ ہے جو تو اُنہیں دیتا ہے؟ ہم تو برسوں شاگرد رہے ہمیں تو کچھ معلوم نہ ہوا۔ ہمیں نور ہونا تھا ہوا۔ مگر یہ تو کچھ اور ہی ہوا۔ اے ایشور تو بڑا بھا ایشور تو نے ہمیں دیا ہے مگر یہ دوسرا حکم ہے۔ اُنہیں کیونکر ایسا ہوا؟ اے ایشور ہو! اور ہو! اور اور بھی ہو! اے ایشور اور بھی ہو *

یہ فرحت اُن کی ہمیں ایسی خوش آئی کہ ہم نے اُنہیں اور بھی دیا۔

بیٹیوں کی عظمت

وہ بڑی خوشی سے ہماری طرف آئے۔ ہمیں ان کا آنا بھلا معلوم ہوا۔ اور
کہا۔ خوش آئے خوش ہو۔ ہم ہونگے تم ہوگے یہاں ہوگے وہاں ہوگے
بود و باش ہوگی ایسی ہی جیسی کہ ہے اے ابراہیم زرتشت جس
توجہ سے یہ ہماری طرف ہوتے ہیں تو دیکھ۔ کیسے نرا سے کیسی اپنی
ناداری عمل کیسی اپنی ہیچ فہمی کیسی اپنی عدم قابلیتہ پھر اس پر امید
امید امید اور تو ہی تو ہی تو ہی۔ تو دے۔ تو دے۔ تو دے تو دے
تو دے تو دے۔ نہ دے تو کون پوچھے؟۔ ہم کیا ہیں! ہم نے کیا کیا
ہے؟۔ جو کیا ہے بُرا کیا ہے۔ بُرا ہی کیا ہے۔ اے مہاراج بُرا
ہی کیا ہے۔ پھر کیا امید؟ ہو! نہو! ہو! نہو! ہو! نہو!۔ اے
ایشور تو ہی۔ اے ایشور تو ہی۔ اے ایشور تو ہی۔ آس! آس!
آس!۔ ہم ہم ہم جائیں کہاں؟ کچھ سن لیں تو ہوش حواس ہو جائیں
دیکھ ابراہیم زرتشت یہ ہیں امیدوار۔ یہ ہیں مانگنے میں۔ پانے
میں شتابندگان دیا بندگان۔ یہ ہیں طاعتہ میں۔ یہ ہیں اطاعتہ میں
یہ ہیں ریاضتہ میں۔ یہ ہیں کہ اگر ہونگے اسی طرح ہماری طرف تو ہم انہیں
لینگے اور دینگے۔ ان کا استاد اپنے کتب خانہ سے کیا بے بس
اور بیکس ہو کر بیٹھے۔ وہ آدمیوں کے پھندہ میں غائب ہوا۔ یہ آ کے ہم سے
پوچھتے ہیں۔ دیکھو ہم آسے بچائینگے اور انہیں خبر دینگے۔ بس یہ ہے
ہمارا فلسفہ +

کہتے ہیں اور گویا دکھاتے ہیں کیسی ہیں اپنی حالت — طاعت اطاعت ریاضت

نواں اتصال آتیا۔ ہم ہیں۔ اور خود ہیں۔ اور ایسے ہیں کہ آپ ہی ہیں

اے ابراہیم زرتشت۔ ایزد اور یزدان ایک ہی ہے۔ ایزد کو ہم نے عرب میں بری ہٹا کہا۔ پاک! پاک! یزدان نہیں ہے کسی اور کے لئے۔ ایزد عقل اوّل کو بھی بولنے میں ہوگیا ہے۔ تو مانگ ایزد کہہ کر پائیگا۔ یزدان کی ایک جہتہ ہے وہ بھی۔ بس یہی ہم نے جب اسفندیار کو تاج کیانی دیا کہ سر پر رکھ۔ اس نے کہا۔ باپ تو ہے۔ میں کیونکر لوں؟ ہم نے کہا۔ تو اُس نے دونو ہاتھوں پر لیا۔ اور کہا۔ باپ کے سر پر ہو۔ ہم نے کہا۔ وہ اور ہے تو اور ہو۔ اُس نے رو کر کہا۔ وہ جیتا ہو۔ ہم نے کہا۔ وہ ہے۔ تو ہو۔ وہ پھر رو یا اور کہا۔ میں نہ ہوں وہ ہو۔ ہم کو یہ بات بہت خوش آئی۔ ہم نے اُسے وہ دیا جو باپ کو نہ دیا تھا۔ اُسے ہم نے کشفِ اوضاع اور کشفِ قلوب دیا۔ وہ باغ باغ ہوگیا۔ اور کہا۔ اے یزدان پاک مجھے بڑی سلطنت ملی! ہم نے کہا اور دینگے۔ اور دی۔ وہ بہت خوش ہوا اور کہا۔ اے ایزد تو یکتا ہے۔ تو ایک ہی کو۔ ہم کو یہ بات بہت بھائی اور کہا۔ اچھا دونوں کو دو۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور اسی اُمید میں ہماری طرف ہوا۔ ہم نے اُسے لیا۔ آخر وہ دنیا سے بے گناہ گیا۔ جب اُس کا دم نکلا ہمیں ملال ہوا اس کی نزع کی سختی ہم پہ ہوئی وہ اس طرح مرا جیسے پھول کو اچھالیں اور کوئی اوپر ادھر اُچک لے

ایزد و یزدان

ہم نے اُسے لیا۔ اور رستم بھی گنہگار نہ ہوا۔ آپ باپ بیٹے کا قاتل
ہوا۔ یہ ہے **فلسفہ**

اے پروفیسر آزاد دیکھ یہ ہے دنیا۔ باپ نہیں ہے بیٹے کا
بیٹا باپ کا ہو تو تعجب نہیں۔ دیکھ پروفیسر آزاد۔ ریاضت کو ہم نے بڑی
نعمت رکھا ہے۔ یہ ہم نے تجھ کو دی اور کتابوں میں دی۔ تو نے
ہم سے مانگا۔ ہم نے علم دیا۔ ہم تجھ میں ہوئے تو ہم میں ہوا۔ تو ہم میں
ایسا ہوا کہ سب کو چھوڑا اور ادھر ہوا۔ ہم میں علم، ہم ہوئے تجھ میں۔
تجھ میں صلاحیت اس امر کی ہوتی کہ ہم ہوں تجھ میں۔
تو نے کتابیں ایک سال تک لکھیں۔ اور ہم سمجھے ہوئے تھے کہ اس
کتابت میں ریاضت ہوگی ہماری طرف ہو جانے کی۔ وہ ہوئی تمام عالم
نفوس اور عالم عقول کو حیرت ہوئی یہ کون شخص ہے کہ ابھی ادھر ہوتا
ہے۔ ابھی اُدھر۔ کتابت عالم محسوسات میں ہے۔ یہ ایک ہی وقت
میں دو طرف کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں وقت میں طول نہیں یہ بجلی ہے

آذر شسپ سے سوال ہوا۔ انہوں نے کہا۔ یہ قدرت الٰہی
ہے۔ ابراہیم زرتشت متحیر کہ مجھے جو مرحمت ہوتا تھا وہ تو میں خود نہیں
لکھتا تھا۔ میں سنتا تھا کہتا تھا۔ ایک اور شخص تھا وہ لکھتا تھا۔ ہم نے
کہا ہم کہتے ہیں۔ وہ سنتا ہے اور لکھتا ہے۔ ہم نے اُسے ایسا ہی
بنایا ہے۔ تم دیکھو گے وہ کیا کریگا! وہ اس کتاب کو کتاب سے پہلے
مشتہر کریگا۔ تمام اُمتِ زرتشت میں شور ہو جائیگا کہ پاک پھر

اُدھر سے اِدھر آیا۔ ہم جانتے تھے کہ اُنہوں نے اُٹھا لیا۔ مگر وہ تو ہے اور اَور دیتے ہیں۔ ہم ہیں اور ہم آپ کرتے ہیں۔ اور ہم جب کرنے پر آتے ہیں تو یوں ہی کرتے ہیں۔ اس ہمارے بندہ پر ایک ایک ہزار آدمی جھکول دیا۔ تو بھی جو ہم نے کہا۔ یہ کرتا ہی رہا +

دسواں اتصال ہیاتیا

ہم ہیں اور ہیں تو ایسے ہیں کہ جب جو چاہیں آپ ہی کریں

دیکھ اے ابراہیم زرتشت یہ بندہ ہمارا کیسا لکھ رہا ہے۔ ہم دیتے ہیں۔ یہ لیتا ہے۔ تو اسے بُتا کہتا ہے؟ نہیں! تو اسے پرتوہ کہتا ہے؟۔ بار الٰہا؟ شاید ہو۔ یہ بھی نہیں! ۔ یزدان پاک! پھر اسے کیا کہوں؟۔ اسے ہماری قدرۃ کا کلام کہو۔ ہم اسے کہتے ہیں یہی سُنتا ہے۔ ہم جسے چاہیں وُہی سُنے۔ اور نہیں سُنتا ہے تجھے کبھی سُنانا منظور ہے تو سنتا ہے اے پدر وفسرآزاد وہم نے جو تجھے درد دیا ہے یہ اس وقت قدرۃ غیبی سے ہوا ہے۔ جواہر مجرّدہ کو ہمنے دکھایا ہے۔ دیکھو ہمارے علم کا ملتجی کس طرح ہماری طرف ہے۔ درد کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور جو ہم کہتے ہیں لکھے جاتا ہے۔ وہ اس کے اندر جاتے ہیں اور درد کی تکلیف کو دیکھکر ہم سے کہتے ہیں۔ اے یزدان پاک ہم سے کیا ہو سکے تو ہی کرے۔ جو ہم سے اتنا ہی ہو سکا کہ تیری طرف دیکھا اور سکوت۔ تو اسے شفا دے۔ جب تو نے بیٹے کو کہا کہ شفا اُدھر ہے۔ ہم خوش

ہوئے اور کہا اب ہم اُسے اُٹھا لیتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نیند آئی
وہ ہوا ہماری طرف۔ ہم نے دیکھا جتنے تھے۔ اُس کے سبب[لہ] ہماری
طرف آئے۔ ہم نے دیکھا کہ جورووں نے ان میں اثر دیا ہے۔ اُن
میں خود کچھ شوق نہیں۔ تب ہم نے کہا۔ تم جاؤ گے ادھر سب نے
کہا ہوئے۔ ہم نے کہا حکم ہے اُدھر کا۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہم
تو اُدھر اِدھر ایک ہی ہیں۔ پر یہ تو اکیلا ہے۔ جورووں کی بہتات
تو اسی لئے ہوئی تھی۔ ہم نے کہا دیکھو! سب سکوت! یہ غریبی اور
مسکینی ہمیں بھائی۔ وہ سب اتنے ہی میں خوش ہوگئے۔ ہم نے کہا تیخ
ہیں بہت خوب اُٹھاتے ہیں یہ۔ اچھا درد اُٹھا لو۔ وہی ہوا۔ جاگ اُٹھا
تو کچھ بھی نہ تھا۔ ہم حیران کہ یہ کہتا ہے اور ہم ہیں کہتا ہے۔ بیچے کیوں نہیں؟
معلوم ہوا کہ نہیں چاہتا دنیا کے لوگوں کو شفا کی خبر ہو۔ نفس نا طقہ نے
کہا یا رب یہ کیوں ہے۔ ہم نے کہا لندن تک دیکھو کیا حال ہو رہا ہے؟
یہ تو اس کی حالت ہے اور وہ تو وہاں سے چپکے چپکے کہتے ہیں ہم ہیں
کہ آواز کو اُچھالتے ہیں۔ ہاں جواہر مجرّد سب سنو۔ کوئی لندن
سے کہہ رہا تھا ہمیں وہ اسم بتاؤ کہ اُسے کہہ کر تم جو چاہو خدا سے مانگ لیتے ہو۔
ایک اور کہتا تھا۔ تم نے کتنی کتابیں لکھیں؟ ہمیں وہ بات نہیں بتاتے
کہ ہم کریں اور جو کتاب مانگیں وہی اُدھر سے پائیں۔ قدرت الٰہی
اپنے اختیار میں نہ رہے۔ ایک اور کہتا ہے۔ دیکھو میں اسمی ہوں
مجھے اب تک جو کچھ تم نے کہا ہے وہ کیا ہے۔ پر تم نے یہ نہیں بتایا کہ

لہ دروغ گوئی اور جوار

وہ بات کیا ہے جو تم اللہ سے کہتے ہو وہی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے
اچھا تم یہ کوٹھی اور نقشے اور کھیتوں کے نام اور دفینوں کی باتیں کیونکر
مانگ لیتے ہو؟ وہ ہمیں بتا دو - دیکھو - ایک اور بولا - ہماری سلطنت
کے جزیرے اور ریاستیں گری پڑتی ہیں - وہی اسم پڑھ کر ہم چھڑا
لینگے - یہ ملک ہے جسے تم کہتے ہو - میرا ملک ہے - سلطنت ہماری
ڈوبی جاتی ہے - دیکھو پھر اسی بولا - تم بے شک مرنے کو ہے مرنا
کچھ بڑی بات نہیں ہے آدمی کو - اچھا تم صحت مانگو تو اللہ سے +

پروفیسر آزاد نے بھی سن لیا - اور کہا - اے بیوقوفو میرا تو یہ
حال ہے - یہی تو وقت ہے - حالت دکھاتا ہے اور کہتا ہے - ارے
بے وقوفو! یہی تو مانگتا ہے - دیکھو جواہر مجردہ! وہ ذوق کا مطلع
پڑھا اس نے اور کہا - پہلا مصرع کیا برمحل ہوا - یہاں اور درد کی
بیقراری ہو گئے - ایشور! ایشور! ایشور! - فرنگ کو کہتا ہے - یہی کہ
رہا ہوں - تم بھی کرو اور کہے جاؤ - دیکھو اس حالت میں بھی تم کو کہتا ہے +

گیارھواں اتصال ہوا تھا - ہم نے جو کچھ کہا پورا کرتے ہیں

نہ کریں تو کرتے ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے ہیں

دیکھو جواہر مجردہ! کیسی بیبسی اور بےکسی ہے - جواہر مجردہ کو حکم
ہوا - دیکھو - وہ کیسا لیٹا ہے! ہمارے حکم میں ہے - یہ نہ ہوتا تو شہراہ رہ
کو اکھاڑ پھینک دیتا - دیکھو ابراہیم زرتشت - ہم ہیں کہ اپنے فلسفہ

کو ملتوی کیا۔ ہم نے گشتاسپ کی سلطنت کو کیسا جلد خراب کر دیا۔ وہ اسفندیار سے نہ لڑتا تو کبھی ایسا نہ ہوتا۔ باپ کو بیٹے نے پچھاڑا۔ باپ شرمندہ ہوا۔ رستم سے لڑا دیا۔ رستم نہ ہارا وہ ہار گیا۔ ہم نے کہا۔ وہ ہو جائے۔ وہ ہو گیا۔ ہم نے کہا۔ جا تو شیراز۔ وہ وہیں جا کر بیٹھا۔ ہم نے کہا گشتاسپ کو۔ تو جا مازندران کو۔ وہ وہاں جا بیٹھا۔ اب ہم کہتے ہیں پروفیسر آزاد کو۔ تو بیٹھ لاہور میں۔ دیکھ وہ وہیں بیٹھا ہے۔

بارہواں اتصال یوا تیا۔

جب ہم اپنے فلسفہ کو پورا کرتے ہیں تو کر ہی دیتے ہیں

دیکھ ابراہیم زرتشت کتاب یہاں ختم ہوئی۔ جبکہ یہ پروفیسر آزاد کو ہم دینگے کوئی اُسے نہ بتائیگا کہ کتنے صفحے ہیں؟۔ اور اب کتنے رہے؟ وہ ہوگا ہماری آس پر یہ کہینگے ۲۰۰ صفحے کی کتاب ہے۔ اور کم کرینگے اور کم کرینگے۔ دل اُس کا شکستہ نہ ہوگا۔ وہ یہی کہیگا دیکھوں فارس کو فلسفہ کیسا ملا تھا؟ اور وہ کیونکر اُس میں درس و تدریس پاتے تھے۔ ہم کہینگے یہ ہے! جو ہو وہ اس میں ہو۔ بس اب ہم یہیں ہیں۔

آج ۲۶ فروری سال ۱۸۷۵ فریدوانی روز خرم دا ہے

ہم جانتے ہیں کہ اسے آج ۱۳۵۲ برس ہوئے
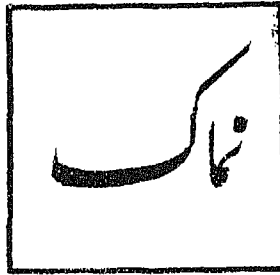
اور آج ہے سمت ۱۹۳۱ ۔ مہینا چیت

بتاریخ ۲۸ دن سہ شنبہ

نماک

فہرست مطالب

صفحہ

حضوری

لکھا اے پروفیسر آزاد ہم نے نماک دیا تھا ابراہیم زرتشت کو اس کی زبان میں۔ وہی تھی اس وقت ایران کی زبان۔ اب ہم تجھے دیتے ہیں تیری زبان میں۔ تجھ سے لے ہند۔ ہند سے لے ایران و روم۔ دیکھ تمام مہاراجگان ہند کے تیری طرف کان لگائے ہوئے ہیں تو ہو ہماری طرف کہ ہم ہوں تیری طرف۔ تو ہو ملتجی۔ دیکھ ہم کیونکر دیتے ہیں تجھے۔ ہم نے تجھے سپاک دیا۔ تو نے جس احتیاط سے لکھا جب دیکھیں گے سب اُس کے پرتوہ سے اپنی کتابوں کو پڑھنے اور سمجھنے کے قابل کرینگے۔ تو اُن سے زیادہ خوش ہوگا اور وہ تجھ سے۔ ہم اُن سے فلسفہ کی جستجو کو وہ روشنی دیں گے جسے لیکر ہماری طرف راہ لینگے۔ ہم اُنہیں نااُمید نہ کرینگے۔ وہ جتنا ہماری طرف آئینگے اُتنا ہی پائینگے +

سپاک ہم نے ابراہیم زرتشت کو دیا پہلے۔ وہی تجھ کو دیا۔ پھر نماک اُسے دیا۔ وہی پھر تجھ کو دیا۔ اب ہم تجھ کو راہ دکھاتے ہیں اپنی طرف اور لکھواتے ہیں وہ جو نہ ہوا تھا اب تک عالم قدس سے عالم ناسوت پر۔ وہ نماک میں تھا مگر نہ دیا تھا۔ اب ہم دیتے ہیں کہ تا کہ

والے مسکینی سے رُوتے ہیں۔ بیٹھنے کو بھی جگہ نہیں۔ کھانے کو ٹکڑا نہیں۔ بھوک کی مار نہیں اُٹھائی جاتی۔ ابراہیم زرتشت کا وقت بہت بُرا تھا مگر یہ حال نہ تھا۔ جو اللہ کا نام لے اُسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بھلا دیکھیں تو تمہارا اللہ کا زور کیا کر سکتا ہے؟۔ ہم تمہیں جان سے تنگ کرتے ہیں۔ تمہارا اللہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تمہارے عفائف کی پاکدامنی ہم ذلیل کرتے ہیں۔ دیکھیں تو اللہ ہمیں کیا کہتا ہے۔ ہم حکومت کے زور سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تم پاکدامنی کے زور سے بھلا روک تو لو!   ہم ہیں اپنے فلسفہ پر۔ دیکھنا جب کرینگے تو وہی کرینگے۔ اور اُس سے زیادہ! اور ٹھیک وقت پر کرینگے! اور اُس سے پہلے۔ دیکھنا! ہم بُرا حال کرینگے! اور بُرے سے بُرا حال کرینگے! ہم نہ چھوڑینگے! اور نہ بھولینگے۔ جو دُکھ پا رہے ہیں اور حد سے زیادہ دُکھ میں ہیں۔ انہیں کہہ دو اور دلاسا دو۔ کہ نہ گھبرائیں۔ اور نہ ہوں نا امید ہم سے! ہم تم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں

ہم نہ بھولینگے۔ تمہارا حق ایک ایک سے لینگے۔ بتا کر اور جتا کر۔ اور سمجھ کر اور سمجھا کر۔ یہ ہے ہماری حکمت جو اب تک ہے۔ ہم فلسفہ اپنا نہ چھوڑینگے اور کہہ کر کرتے ہیں۔ بھلا وادے کر نہیں!۔ یہ ہماری قدرت ہے۔ روکتے ہو تو روکو!۔ کیا روکو گے تم! بڑے بڑے اُلوالعزم بادشاہ خدائی کے دعوے باندھ کر اُٹھے۔ کہاں ہے فرعون؟۔ نہیں ہے۔ کیا ہے کوئی؟

جو کہے کہ ہے نہیں ہے ایک فرعون؟ شداد! نمرود!۔ اور کس
کس کے نام لیں تمہیں کیا معلوم ہے! یہ کیا ہیں!۔ ان کی ہستی کیا ہے!
وجود ہیں بے بود۔ دیکھو گے بھیک انہیں ملے کہاں؟۔ نہیں۔ ملتی
نہیں۔ لاؤ ہی دے دو۔ اللہ یہ تمہارے غرور!۔ بس یہی؟۔ دیکھ
اسے پروفسر آزاد۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ جبکہ تو دیکھیگا۔ اب ہم دکھاتے
ہیں تجھے اپنی قدرت کہ آج سے ۲۴۰۲ برس پہلے ہم نے ٹھاک
دیا ابراہیم زرتشت کو۔ دیکھ کیا ٹھیک وقت پر ہم نے اس کو
اور جو جو اس سے متعلق تھے سب کو ملک در ملک اور گاؤں در
گاؤں نمو داری دی ہے۔ ہم تجھے لکھواتے ہیں۔ اور جو کچھ ہے اسے
کھول کر سمجھاتے ہیں۔ جو پڑھو گے اسے سمجھو گے۔ اور جو سمجھو گے
اسے برتو گے۔ تم ہو گے ہماری طرف۔ ہم ہونگے تمہاری طرف۔ ہم
دینگے تم لو گے۔ اور ہو گے خوش اسی میں جو کہ مرضی ہماری ہے۔ کہو گے
یہ ہے نعمت یہ ہے کرامت یہ ہے رحمت۔ جو ہوگی وہ ہم ہی میں ہوگی۔ ہم
دینگے تاثیر۔ وہ ہوگی ہماری طرف۔ ہم دینگے اسے تمہارے دلوں
پر۔ اور دلوں سے اور دلوں پر۔ وہ متاثر ہونگے۔ وہ مانینگے اور ایسا
مانینگے کہ تمہارے چھوڑنے کو جی نہ چاہیگا۔ ہم ان میں ہونگے۔ وہ
تمہیں لینگے اور ایسے ہونگے گویا کہ تم میں ہیں۔ وہ نہ ہونگے اوروں
کے۔ ہونگے تمہارے۔ تم انہیں صعود پر تاثیر دو گے۔ وہ تم سمیت
ہونگے شوق ارتقاء میں۔ اور یہ کہ آپ ساتھ ہوں تو اوپر چلیں جیسے

یہ ہوگا۔ تو دنیا سب ایک ہوگی۔ اور ایک ارادہ سے یزدان پاک
کی طرف التجا کرینگے۔ جو ہونگے ہمارے وُہ
ایشور کہینگے منہ سے۔ اور دل ان کا کہیگا یزدان پاک
ایہا کہینگے منہ سے۔ اور دل کہیگا یزدان پاک
اللہ کہینگے منہ سے۔ اور دل کہیگا یزدان پاک
فرنگو۔ کرائس کہینگے منہ سے اور دل میں ہوگا یزدان پاک اور
کبھی دل بھی کہیگا۔ یہ تاثیر جب ہوگی تو ہم ہونگے اپنے کام پر اور
خلق ہوگی ہماری طرف۔ ہم کہینگے کیا چاہتے ہو؟ وہ کہینگے ہم آپکو
دیکھ پروفسر آزاد یہ ہے تاثیر۔ اور تاثیر وہی ہے جو ہم دیں۔
ہم سے لو جو کچھ لو۔ جو اپنی عقل سے کروگے خرابی ہے اور وہ ہے جبکہ
تم ہم کو مانو۔ نہ مانوا۔ نہ ہوا۔ ہم نے اب تک تم کو بڑی احتیاط سے
بچایا۔ تم اذیتوں سے بچے مگر اپنی بدی سے نہ بچے۔ بدی کے لئے
جو ہم نے تاثیر رکھی ہے وہ تو ہوگی۔ پھر تم اُلٹے سپلٹے رونے نہ رونا۔
دیکھو ہم نے تم کو ایک دفعہ نہیں۔ کئی دفعہ سمجھایا۔ اور تم سمجھے۔ اور سمجھ کر
ہمارے فرمودہ سے جو اپنے حسب مطلب تھا اُتنا کیا۔ باقی کو عمداً
برعکس۔ تاثیر ہم دیتے ہیں۔ ہم نے اُلٹا۔ جو حسب مطلب کیا تھا وہ
بھی اُلٹا۔ مگر وقت ہمارے اختیار میں ہے۔ ظہور دیا ہم نے اُسوقت
کہ تم نہ سمجھے یہ کیا ہوا اور کیوں ہوا۔ اور کدھر سے ہوا۔ اچھا اب ہم
اور طرح تمہارے کئے کی سزا دینگے۔ اور سمجھ لو کہ ضرور دینگے۔ یہ نہ ہو کہ تم

کہو ہمیں خبر نہیں کی تجبر ہمارا کام نہیں - ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہی
کرتے ہیں - اور ٹھیک وقت پر کرتے ہیں - دیکھنے والے ہیں دیکھینگے
ہم دکھائیں گے - اس لئے دیکھیں گے - رکھا ہم نے اس بیان کو
یہیں - ہوگا جو ہم کرینگے ⁂
کہو پروفسر آزاد سے کہ ہم لکھواتے ہیں نمک - پہلے ارجاسپ
وزیر کا عہدنامہ لکھے ⁂

عہدنامہ ہے ارجاسپ ابن جاماسپ کیطرف سے

حضرت الٰہیّتہ میں کہ حرمتہ اور برکتہ ہیں واجب الوجود
اس کے - اور خود ہے واجب الوجود - اسیواسطے ہے بھلا

میں کہ ہوں ارجاسپ ابن جاماسپ - ہوں وزیر شہنشاہ
گشتاسپ کا اور بیٹا ہوں وزیر کا - اور پوتا ہوں اُس وزیر کا کہ بیٹا
تھا وزیر کا اسی طرح نو پشت تک - میں ہوں اب تک اپنے منصب پر
اور ہر کام میں ہوں خود اختیار - باوجود اس کے دیکھتا ہوں کہ جو حکم
میرا اخاور سے بختر تک بوئے گلاب ہو کر چلتا تھا - اب بوئے گل
کی طرح مجھ میں ہے جیرت - کہ یہ کیا ہوا ؟ - لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں -
میں رالموں سے - وہ کہتے ہیں - ہم کیا کریں - بادشاہ کا حکم پہنچتا ہے
کہ نہ ہونے پائے - ہم چپ ہو جاتے ہیں - عقل نہیں برآمد ہوتا - میں نے
غور کیا - بادشاہ کے دل میں میری طرف سے گمان ہے - وہ دئیں تنی

اسفندیار کی۔ اے یزدان پاک جو مجھ میں ہے تو جانتا ہے
میں نے اب تک جنبش برگ کے برابر بھی شاہزادہ کی طرف میں
حرکت نہیں کی۔ وہ شیراز میں۔ میں بختر آما[1] میں مگر کیا کروں کہ ان کے
دل سے خطور نہیں نکلتا۔ اب مجھ سے فرمایا کہ تو شیراز جا اور اُسے
لے آ۔ میں نے انکار کیا۔ فرمایا تو اُس کی طرفداری میں ہے۔ میں
نے سر زمین پر رکھ دیا۔ (یہ اُس عہد میں بارگاہ شہنشاہ میں انتہا سے
سوگند تھی کسی امیر کے لئے جس پر جرم کا الزام عائد ہو) فرمایا۔ نفاق
کا سر اپنے بوجھ سے اُٹھ نہیں سکتا۔ ناچار میں آپ ہی اُٹھا۔ اور ہاتھ
جوڑ سر جھکا کر کھڑا ہوا جیسے ہند میں پوجا کر کے رخصت کے لئے
کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پر بھی رحم نہ ہوا۔ ناگوار رخصت چاہی۔ فرمایا
شیراز!۔ میں چپ۔ فرمایا گھر جاؤ۔ میں گھر میں آیا۔ یہاں فرمائش
صدور میں آئی کہ اب شیراز کو ہیں سے دیکھو۔ میں چپ ہوں۔ کیا
کروں ؟۔ اور کہوں تو کس سے کہواؤں ؟ دشمن میرا کوئی نہیں۔ کر مجال
نہیں کہ بولے کوئی۔ اگر سیستانیوں کو بلاؤں تو پھر شہی +

اے یزدان پاک! میں تیری طرف آیا۔ اے ہیر مندائے
آتش روشن میں آپ کی طرف سر تسلیم جھکاتا ہوں۔ مجھے کسی سے
غرض نہیں آپ کی طرف ہوں! آپ کی طرف ہوں! آپ ہی کی طرف
ہوں!! اب مجھے دنیا سے کچھ سروکار نہ ہو۔ اور شہنشاہ کو بھی میری طرف

---

[1] بختر آما ایک رونق انگیز شہر تھا طہران کے پاس ۱۲

سے جو اشتباہ ہیں دھوئے جائیں۔ اے ہیرمند اے آتش روشن آپ گواہ ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اور وعدہ کو عہد کا رتبہ دیتا ہوں۔ اور عہد کو عہد الٰہی کر کے آپ کے سامنے فروزاں کرتا ہوں۔ میں اس پر ثابت قدم رہوں! ثابت قدم رہوں! ثابت قدم رہوں! یہی ہے میری آرزو۔ یہی ہے میری آبرو۔ یہی ہے میری التجا۔ یہی ہے میری دعا +

ہیرمند سے آواز ہوئی۔ ہم ہیں تیری طرف تو ہو ہماری طرف ہم ہونگے تیری ثابت قدمی کا زور۔ وزیر خوش ہوا۔ اور کہا میں ہوں آپ کی طرف! اُدھر سے آواز ہوئی۔ تو ہے ہماری طرف تو ہم ہیں تیری طرف۔ ارجاسپ نے سر سے کلاہ اُتاری اور دونوں ہاتھوں پر لے کر .... چپ۔ حکم ہوا رکھ لو اسے سر پر۔ اس نے ادب سے سر جھکایا اور کلاہ سر پر رکھ لی۔ ہم نے کہا۔ کلاہ ہم نے رکھ دی تیرے سر پر اب اسے خطرہ نہیں۔ وہ رو دیا اور کہا اے یزدان پاک مجھے ہر دم خطر ہے۔ آپ اسے لے لیں! اور مجھے دیں ایک پرانی نکھتر ٹوپی۔ وہی سر پر پہنوں گا۔ اور ہیرمند فروزش کے آگے ادب سے زانو زدن کر کے نیاسگری کیا کروں گا۔ یہ ہوگا میرے واسطے نردبان یزدان پاک کے صعود قربت کا +

ہم نے کہا ہوجا تو ایسا ہی۔ ہم ہونگے تیرے رسوخ کے لئے دل مستقل۔ وہ خورسند ہوا خورّمی کا۔ اور ہمارے ایما سے بیٹے کو کلاہ

دی۔ وہ اس کے گھرانے میں رہی اور بیٹا ہوا بزرگ خاندان۔ ارجاسپ نے ادب سے سر جھکایا۔ اور قیام خاندان کا سپاس ادا کیا۔ ہم نے منظور کیا۔ اس نے عرض کیا۔ اے یزدان پاک یہ عہد نامہ اس فرخنامہ کے اول میں ادب سے نذر چڑھاتا ہوں مقبول ہوں۔ ہم نے کہا۔ قبول!

یہ دن ہے چہارشنبہ ۱۲ ماہ کتابرا
سال ۴۹۲ فریدوانی

سخت

کیوں ابراہیم زرتشت یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم تو بولتے ہیں تو سنتا ہے۔ جو کہتے ہیں وہ لکھتا ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ ہم دینگے تجھے فلسفہ کو پورا کرتے ہیں بس یہی ہے ہماری قدرۃ۔ ہم اپنی قدرۃ کی آپ قدرۃ کرتے ہیں اور ہم ہیں قدرۃ۔ قدرۃ ہماری یہی ہے کہ ہم جب چاہیں اور جو چاہیں وہی کریں اور وہی ہو۔ ہم آپ خود کوئی ہمیں عدم سے وجود میں نہیں لایا۔ خود آپ خود آسب نے کہا خدا۔ تو کہتا ہے یزدان پاک۔ تو کہتا ہے ایزد وہی ہم ہیں خدا۔ یہ ہے ہماری قدرۃ۔ ایسے ہیں ہم قادر۔ ہاں کہہ! قدرۃ! اور کہے جا! قدرۃ! قدرۃ! قدرۃ! جہاں تک ہو! وہم تصور خیال۔ دیکھ تو! کیا قدرۃ ہے؟ قدرۃ ہے۔ قدرۃ ہے۔ ہم ہیں۔ تم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم بڑے زور!

میں ہیں اس وقت کہ لکھوا رہے ہیں!۔ اور کہتے ہیں۔ وہ کہ آج سے ۲۴۲۸ برس پہلے لکھوا چکے ہیں۔ دیکھو کیسا حرف بحرف درست ہے۔ اور جو اس وقت عالم موجودات میں اجزائے مکونات ہیں انہیں کیا ٹھیک وقت پر ظہور دیا ہے؟ پھر بھی تم ہمیں نہیں مانتے؟۔ اچھا! نہ مانو! ہمارے بندوں کو اذیّہ کیوں دیتے ہو؟ ہاں تم ایسے زورا! بھلا! تم ایسے زورا دکھنا! ہم کیسے زور سے تمہیں توڑتے ہیں! بھاگو گے ایسے کہ ہوش نہ ہونگے +

آج ہم نے ایک اور خرابی دیکھی ہے۔ دیکھ پروفیسر آزاد اس وقت کہ تو ہم سے ملتجی ہوا۔ ہم متوجہ ہوئے۔ دیکھو ہم نے کتنے ہزار کتنے سو برس پہلے آگاہ کیا اور تم بجائے بندگی اور از دیاد طاعۃ کے تمرّد اور سرکشی میں ڈبکیاں کھاتے چلے جاتے ہو۔ خراب ہوئے اور خراب ہو گے۔ دیکھو! ہم نے تمہیں دکھایا! اور تم نے دیکھا اور پھر نہیں مانتے! یہی حال ہے تو اب ہم وقت کو کھینچتے ہیں اور تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تم نے کیا چاہا تھا؟ اور کیا کیا؟۔ اور کیا ہوا؟ فلسمہ ہمارا اپنے وقت پر کبھی نہ چوکیگا۔ ہم دو ہزار چار سو بیالیس برس پہلے لکھ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور تمہیں جتا دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ نہ مانو گے۔ دیکھیں پھر بھی تمہیں ایمان آتا ہے یا نہیں کہ ہم ہیں!

اے اُمّتِ زرتشت تم ڈرو اس وقت سے کہ تمرّد و عصیان کو ظہور رہیگا۔ اور ہم اپنے غضب کی ضربۃ توپوں کی آواز سے بہت

زیادہ اور دم شمشیر سے سوا تیز چلائینگے +

اب ہم وہ مضمون تمہیں دیتے ہیں جو ہمارے فلسفہ سے متعلق ہے وہ فقط بیان نہیں۔ عالی الفاظ اور اُن کی توضیح ہے دیکھو!

عقلِ کُل۔ عقل کیا شے ہے ؟۔ پہلا جواب یہی ہے کہ عقل عقلِ کُل ہے۔ ہم نے سپاک میں دس عقلیں بیان کی ہیں۔ وہ ہیں کہ ہم لکھتے ہیں۔ ان میں عقل اوّل کو عقل کُل نہ کہو۔ یہ اپنے عاشور پر حاوی ہے۔ درست۔ عقل کُل حقیقۃً ہیں کل عقول عشرہ کو جامع ہوکر جو ایک قوۃ ہو۔ وہ عقل کُل ہے۔ اس کے لئے عربی میں لفظ نہیں۔ ہم ایران کو ہتَّیاوِہا دیتے ہیں۔ یہ ہے عقل کُل۔ یہ ہے ۱۰ عقلوں کی جامع ہو کر ایک۔ سب سے اوپر بجائے خود ایک نہیں ایک جہتہ یزدان پاک کی جانو۔ اس میں یزدان پاک ہم۔ کہ خلق عالم اور اُس کے نظام پر اس جہتہ میں متوجہ ہیں۔ ہم اس میں ہیں۔ اور یہ ہم میں ہم کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہو ہو ہو ہو ہو ہو۔ بس یہی وہاں جاری ہے +

حدوث اور امکان کے وجود اور عدم۔ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں ہوئے اور مٹے۔ ہوئے اور مٹے۔ ہوئے اور مٹے۔ ہوئے جاتے ہیں۔ فلسفہ ہمارا ہوئے جاتا ہے۔ ہم! سب بزنگاہ اپنے کبریا و جبروت میں یہ ہے ہماری عظمۃ۔ یہ ہے ہماری قدرۃ یہ ہے

ہماری شان - دیکھ ابراہیم زرتشت وہ پروفسر آزاد بیٹھا لکھ رہا ہے -
ہم دیکھ رہے ہیں - ہماری قدرۃ اپنے فلسفہ کے وقت کو دیکھ رہی
ہے جب وہ آئیگا ہو جائیگا - اور ہم چاہیں تو وقت سے پہلے بھی اُٹھا
کر دے ماریں - اور کہیں یہ فلسفہ ہمارا سب حیران - اور کہیں آئی
قیامۃ - بس یہی +

عقل - یہ عقل عقل جزئی ہے - یہ ہم ہر شخص کو دیتے ہیں - وہ اس
سے اپنے کاروبار کو سوچتا ہے اور سمجھتا ہے - اور بھلے اور بُرے
کو اور اُس کے انجام کو - اور غلطی اور صحۃ اور اُس کی صوابدید کو جانتا ہے
یہ عقل ہم یونان کو دینگے - وہ اس کو چار درجے اونچا کرینگے - ہم
کہینگے یہ تو بارہ درجے ہیں - وہ نہ مانینگے - اور اُسی میں خوشی خوشی جو
چاہینگے پڑھتے پھرینگے - ہم کہینگے نہ کر وایسا اور دیکھو افلاطون الٰہی
کو - وہ لیتا ہے ہم سے - وہ نہیں لیتا ہے کسی سے - اُس نے ہم سے
پڑھا ہے - اور ہم نے اُسے دیا ہے - وہ تعقل کرتا ہے ہم سے
لے کر - اسی واسطے جو کچھ کہتا ہے اُس میں غلطی کا شبہہ نہیں - دیکھ
اے پروفسر آزاد ہم بھی - ہم تجھے وہی دیتے ہیں جس میں غلطی کا
شبہہ نہیں تو دیکھ عقل کے چار درجے اُنھوں نے کیونکر کئے +

اوّل عقل ہیولانی - یہ عالم طفولیۃ سے انسان کے ساتھ ہوتی
ہے اور بڑھتی جاتی ہے - اس کے ساتھ - یہاں تک کہ دوسرے درجے
میں پہنچ جاتا ہے - اور ایک اور ظہور ہوتا ہے - اب یہ کہیں گے کہ یا اللہ

یہ دوسرا کہاں سے پیدا ہوگیا؟ ہم کہیں گے ہماری قدرۃ! عقل ہیولانی رہتی ہے اور اُس کی انسانیۃ میں ایک اَور ظہور ہوتا ہے۔ یہی ہے عقل بالملکہ

عقل بالملکہ کو ہم نے ایک اَور قوۃ دی ہے۔ یہ ظہور معلومات تصوّری و تصدیقی سے مجہولات کا علم حاصل کرتا ہے۔ اگر ہم میں ہے تو درست۔ نہیں تو نادرست ٭

عقل بالفعل۔ یہ تیسرا ظہور عقل انسانی کا ہے۔ قضایائے اولیّہ اور حدسیّہ سے قضایائے نظری کا علم بہم پہنچاتا ہے۔ اور نہیں دیکھتا کہ کیا ہے۔ جب تک ہم نہ دکھائیں۔ مشّائین نے اشراقیین سے جُدا ہوکر یہی خرابی پائی ٭

عقل مستفاد۔ یہ چوتھا ظہور عقل انسانی کا ہے۔ نہیں ہوتا ہے۔ جب تک نہ ہو ہماری طرف۔ ہم اُسی کو دیتے ہیں جس کو دیکھتے ہیں کہ ہے جوہر قابل اس کا ہماری برکتیں۔ اور اس نے خوش ہوکر اپنے کام کو ہمارا فرض جانا۔ یہ فیضان خاص ہمارا ہے جس کو ہو۔ ہو۔

اب ہم اس عقل جزئی کو ۱۲ شاخوں میں بارور کرکے دکھاتے ہیں۔ عرب میں ان کے لئے نام نہیں ہم وہی نام لکھ دیتے ہیں جو ہم نے دئے۔ تیری اور تیرے اہل عقیدہ کی زبان ہیں۔ اسے ژند اور بعضے پاژند اور بعضے پہلوی کہینگے اور حقیقۃ میں یہ وہی سنسکرت

ہے۔ اب ہم دیتے ہیں ۱۲ عقلوں کا بیان ۱۲ ناموں میں اور وہ یہ ہیں +

دِرا پا (بالمعلم) - یہ وہ عقل ہے جس سے ہم آپ کو خوب و زشت۔ یا آرام و اذیت یا سود و زیاں میں دیکھ کر راہ سلامت نکالتے ہیں۔ اور یہ بڑی مشکل ہے کہ بندہ کو ان سے تعلق ہو۔ پہلے ہم میں ہو۔ پھر ان میں ہو۔ بس یہی +

ہرمانا - یہ عقل بہت زور میں ہو اگر ہو بندہ ہماری طرف۔ اس سے جب کوئی بڑی مشکل پیش آتی ہے تو تدبیر کی راہ نکل آتی ہے۔ بس +

سرکا - یہ عقل زورمند ہے مگر دیکھتی رہتی ہے ہماری طرف۔ جو ہم کہیں اُس تدبیر کو تجویز میں لائے نہیں تو یہ چپ بس

وِراپا (۳) - یہ عقل انسان کے دنیاوی کاموں میں بہت کارآمد ہے اور ہر شخص اس سے سود و زیاں کی مصلحت پوچھتا ہے۔ یہ اُس سے حال پوچھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ نفع ہے یہ نقصان ہے۔ دیکھ لو۔ یہ کم ہے۔ یہ زیادہ ہے۔ رد و کرد۔

شرما - یہ عقل ہم نے ہر کسی کو نہیں دی۔ اگر دیتے تو سب آپس میں لوٹ کھسوٹ کر آپے سے باہر ہو جاتے۔ ہم ہیں اُس کے دینے میں غور کرنے والے کہ اس کے انجام میں کیا ہوگا +

گِرَاما - یہ بھی ہم نے اپنی ہی طرف رکھی - نفع کے مدارج اس سے روشن ہوتے ہیں - اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک کام کو کرتے کرتے کچھ ایسا سمجھ میں آجاتا ہے کہ انسان اُس کام کو چھوڑ دیتا ہے - یا اُس میں وہ بات نکالتا ہے کہ جو ہرج ہو رہے تھے وہ رفع نہیں ہوتے مگر ہٹتے جاتے ہیں +

جاوِنا - یہ عقل ہم نے خاص اپنے واسطے رکھی ہے - اس سے ہم اور کام نہیں لیتے جو کام ہمارے ہیں وہ اسی عقل سے ہوتے ہیں - یہ ہر کام کو دنیا سے دین کی طرف لے جاتی ہے اور دین کے رستہ سے دنیا کا کام کرتی ہے

ہاڑیا - ہم جب عقل انسانی کو کہتے ہیں کہ یہ ہے - اور یہ ہے تو وہ ایک کو دوسرے سے امتیاز کرتی ہے - یہ ہے عقل تمیز - یہ حیوانوں میں بھی ہے - اور زیادہ ہے انسان سے - وہ حواس خمسہ سے امتیاز کرتا ہے - اور حواس باطنہ سے - حیوان ہم سے لیتا ہے +

تمہے وِہا - یہ عقل ہم میں ہو کر تم میں آتی ہے - ہم عقل - تم ہم میں ہو کر ہوا تو یہ ہوا - یہ ہر شخص میں نہیں ہوتی - جو یہاں سے جو ھرلے اُدھر ولادۃ پاتا ہے وہی لے تو ہم سے لے - ہزاروں برس میں کوئی ہو تو ہو +

سَدَاوَا۔ ہم علم کو کتاب میں دیتے ہیں اور کتاب سے علما کو دیتے ہیں۔ وہ اپنی عقل جزئی سے لیتے ہیں۔ ہم میں ہوکر لیں تو یہ عقل ہو۔ بڑی مشکل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کیونکر ہم میں ہو؟ اور پھر کتاب میں ہوا یہ ہماری رحمۃ سے ہوتا ہے اور جب ہو جاتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندہ کے ادراک کا کام نہیں۔ پھر مدتوں کے بعد کھلتا ہے کہ اُس وقت رحمۃ الٰہیئہ میں تھا اور اب اُدھر نہیں۔ اِدھر ہوں۔ اے ابراہیم زرتشت بندہ کے صنتوو کے لئے مدارج ہیں بندگی میں +

ہاتہا۔ یہ عقل ہے کہ ہم دیتے ہیں جب دیتے ہیں۔ اور اگر نہ دیں تو جیسے اور ہیں ویسا ہی وہ۔ یہ عقل وہ ہے جس سے بندہ راہ نکالتا ہے ہماری طرف اور ہم لیتے ہیں اُسے۔ ان رستوں کے لئے قاعدہ نہیں۔ ہر شخص کے لئے نیا راستہ ہوتا ہے۔ ہر شخص کی ذاتیت اور اُسکے شوق پر ہے +

بسنماہا۔ یہ عقل بڑے زوروں سے رکتی ہے۔ نہ روکیں تو خدا جانے کیا ہو! یہ ہر شخص میں ہوتی ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ مجھ میں کیا ہے؟ ہم اسے ہوس کہیں اگر تدبیر ساتھ نہ ہو۔ اور شخص سمجھیں اگر دوراندیشی اس میں نہ ہو۔ مگر ہوتی ہے۔ اور وہ ہم دیتے ہیں۔ اس لئے گذارہ ہو جاتا ہے

اگر ہم اپنی قدرۃ اُٹھالیں تو خدا جانے یہ کیا ہو جائیں! ہم
انہیں بندہ رکھتے ہیں۔ ورنہ یہ ہو جائیں شیطان مرید!
یہ عقل جزئی انسان میں ہے۔ اور بارہ فرعیں بھی ہیں۔ یہی اوپر
ہیں۔ اور پھر ایک۔ جس طرح ایک انسان میں ہیں۔ اور ان سے اوپر انہی
سے ایک عقل بسیط ہو کر اپنے پر تو کل کی طرف متوجہ ہے۔
اس عقل کو عقلوا ہا کہا۔ عقلوایا ہر ایک کا اس کے سر پر ہے۔ وہ
اسے عقل دیتا ہے اور ہر طرح کی عقل اس میں ہے۔ یہ ہے حاکم
میں ہمارے۔ اور نہیں دیتی یہ ایسی تدبیر جو ہماری مشیئتہ کے خلاف
ہو۔ یہ ہے ہماری حکمت۔ یہی ہو جاتا ہے ہمارا فلسفہ۔ دیکھا اسے
ابراہیم زرتشت ہم نے فلسفہ کا نام لے کر سب کو گھبرا دیا۔ یہ حیرۃ
میں ہیں کہ دیکھئے کہاں سزا ملے؟ اور ملے تو کیا ملے؟۔ ہم کہتے ہیں سزا
نہیں ہے۔ وہاں کی سزا بھی نہیں اگر ہوتی ہے اور ٹھیک وقت
پہ ہوتی ہے +

دوسرا اتصال عقلِ انسانی

ہم نے ابتک عقل انسانی کا بیان کیا۔ اب ہم اُن عقلوں کا
بیان کرتے ہیں جو اوپر ہیں اور اُن کا پرتَو اس عالم میں اتر رہا ہے۔ ان میں سب سے پہلے عقلِ[1] ہے اور وہ ہم میں ایک جہتہ

[1] ناک میں اُسے عقلم فرمایا ہے +

ہماری۔ کل عالموں پر۔ ادراک اور تعقل اور ایجاد ہو کر ایسے چھائے ہیں کہ ہیں واجب الوجود اُن کے۔ یہ ہے عقل کلی +

اُس کے نیچے ایک اور پرتوہ ہے۔ وہ اُنہوں نے ایجاد عالم اور خلق عالم میں رکھا ہے۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں اُس میں یہ ہے عقل[1] کل +

عقل اوّل عقلیوا - اس کے نیچے ایک پرتوہ اور ہے۔ وہ عقل کل کے تحت میں ہو کر وہی عمل درآمد کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ کیوں کرتا ہے مگر تعمیل حکم۔ اور تعمیل اثر۔ یہی ہے عقل اوّل +

عقل دوم عقلیدوا (اپنے میں عقل کل کے تحت میں) اس کے نیچے ایک پرتوہ اور ہے۔ وہ بڑی خوشی سے اُٹھا اور کہا۔ مجھے حکم ہو کہ کروں۔ ہم نے کہا سوچو تم کرو گے۔ توڑنے والے ہونگے۔ کیا ہو سکیگا۔ ہم تھے اُس میں سمجھ میں آگیا۔ التجا کی۔ اے یزدان پاک وہ کروں کہ آپ میں ہو کر ہو۔ ہم نے کہا۔ یوں ہوگا تو ہوگا۔ سب سکوت۔ ہم ہم ہم۔ یہ ہے عقل دوم +

عقل سوم عقلینوا - اس کے بعد ایک پرتوہ اور ہے۔ وہ بڑے زور سے اُٹھا اور کہا۔ مجھے حکم ہو کہ جو کچھ ہو کروں۔ ہم نے کہا۔ نہ کر سکو گے اسباب کہاں ہے سامان کہاں ہے سوچو! وہ سکوت۔ ہم نے کہا۔ بس یہی ہم کریں تم کرو۔ ہم ہم ہم۔ تم رہو ہمارے منتظر۔ جب کرو گے!

---

[1] ناک میں اُسے عقل مانا فرمایا +

آپ کروگے ہُونہو ہونہو ہُونہو سب سکوت ہمّتا ہمّتا ہمّتا سب چُپ چپ
ہمّتا ہمّتا ہمّتا۔ دیکھ اے ابراہیم زرتشت ہم اتنے زور سے دباتے
ہیں جب یہ ہیں اپنی اُس حالت پر جو ہم نے دی ہے۔ اگر ہم
اُٹھالیں اپنی قدرۃ تو دیکھیے تو کریا؟ یہ ہے عقل سوم +

عقل چہارم عقلیسوا۔ اس کے نیچے ایک پرتوہ اور۔
وہ بڑی خوشی سے اُٹھا اور کہا میں خوب ہونگا اور خوب کرونگا۔
ہم نے کہا خوبی ہمّتا تم جب تک ہم میں ہو خوبی! ہم سے الگ ہو۔
دس نفس سکوت رہا۔ نہ وہ چُپ۔ سب۔ سکوت ہمّتا ہمّتا ہمّتا سب
ہیں مگر سکوت ہم نے کہا کیوں؟ اُس نے کہا خوبی ہم نے کہا
خوبی نہیں خوبی جب ہو کہ ہم میں ہو! سب! خوش ہو کر بولے
خوبی وہی کہ ہو یزدان پاک میں۔ ہم نے کہا یوں ہو تو ہو نہو بھی
نہو اُس نے کہا ہوں! ہم میں ہو کر ہم نے کہا۔ ہم بھی ہم ہی ہم بھی
سب! خوش ہوگئے یہ ہوئی عقل چہارم +

عقل پنجم عقلیجوا۔ اُس کے نیچے ایک اور پرتوہ ہے۔ وہ
بھی اُٹھا اور بہت خوش اُٹھا۔ اُس نے کہا وہ کرونگا وہ کرونگا جو مجھ
ہی سے ہوسکیگا۔ ہم نے کہا یہ ہو تو بڑی بات ہے۔ مگر وہ تو نہیں
اس نے کہا یہی ہو۔ ہم نے کہا ہم ہوں تو ہو۔ اُس نے کہا میں
ہوں آپ۔ ہم نے کہا یہ نہ ہوگا اور ہوگا تو کام خراب ہوا ہم کچھ اور تم
کچھ اور۔ اُس نے کہا یہ نہ ہو۔ ہم نے کہا تم۔ اُس نے کہا میں۔ آپ

ہم نے کہا ہاں یہ ہو تو ہو۔ سب دس نفس سکوت ہم نے
کہا ہم ہیں ہو۔ سب نے کہا یوں ہی ہو تو ہو۔ ہم نے کہا ہو جا سب
نے کہا ہو جا وہ سب ہیں ہو کر بولی میں۔ آپ ہم نے کہا ہم ہیں
ہو کر ہو گی تو ہو گی۔ نہو۔ نہو۔ وہ بولی ایسا ہو کہ میں ہی کروں۔ ہم
نے کہا یہ ہو مگر ہم ہیں ہو کر ہو۔ اس نے کہا یہ تو ہو ہم نے کہا خوب
سو چو تم ہو زوز میں۔ وہ بولی آپ اس زور کو دبائیں۔ ہم نے کہا
ہم نے کیا ہے۔ اُس نے کہا یہ ہے تو میں ہوں ایک آواز آپ
ہیں۔ ہم نے کہا یہ ہے تو ہو پر دیکھنا ہماری مرضی سے سر مو فرق
نہ ہو۔ سب نے کہا آپ ہوں تو کیوں ہو؟۔ اس نے کہا
تسلیم! سب خوش ہوئے۔ اہرمین حاضر اُس نے کہا میں بھی
تو ہوں! ہم نے کہا تو ہو ہم ہیں! سب ہیں! دیکھیں تو کیا ہو؟
اہرمین چپ!۔ ہم نے کہا اچھا بیٹھو! ابھی تو دن بھی نہ ہوا سب
سکوت کو دیکھئے اب کیا ہو؟ وہ فرو ہو گیا سب سکوت ہم نے
کہا بس یوں ہو! اور نہو تو نہو تا دن یہی گفتگو رہی آخر بولنے
والے سوچنے والے ہوئے۔ دس دن کی گفتگو کے بعد . . یہی
قرار پایا کہ آپ ہوں ہم ہیں۔ ہم نے کہا بس تو پھر تم کیوں؟ ہم یوں کہ
ہو تم ایسے ہی۔ مگر ہم ہیں ہو کر ہو۔ اُس نے کہا تسلیم کرتی ہوں۔
ہم نے کہا ہو۔ بس یہی ہوا +

عقل ششم عقل آ۔ اس کے نیچے ایک اور پر تو وہ تھا۔

بولا میں ہوں اور ایسا ہوں کہ توڑونگا! - میں جس کو چاہونگا توڑونگا! ہم نے کہا ہم میں ہوکر! وہ بولا یوں ہی! ہم نے کہا اس طرح ہوگا تو ہوگا سب نے کہا یہی درست - اُس نے کہا بڑے بڑے بد! ہم نے کہا وہ ہم سے ٹوٹیں تم سے نہیں - اُس نے اپنی حالت دکھائی اور کہا میں توڑونگا تو ضرور! ہم نے کہا ہم میں ہوکر ہوگا تو ہوگا - تم کیا ہو؟ سب سکوت - وہ پھر اُٹھا اور کہا میں توڑ تو دونگا ایک دفعہ ہم نے کہا دیکھو پھر وہی - پھر کہتے ہیں کہ ہم میں ہوکر - وہ فرو فرو فرو بس یہ ہوئی عقل ششم

عقل ہفتم عقلیہیا

عقل ہفتم عقلیہیا - اس کسے پرتوہ ہوا کہ سب کو حیرۃ ہوئی - وہ اپنے حسن و جمال میں خوش - اُسے دیکھ کر سب خوش ہوئے - ہم بھی خوش ہوئے - ہم نے کہا ہم میں ہوا کہ قیام ہو اور قیام کو دوام ہو - وہ خوش ہوا اور کہا الٰہی تجھ میں ہوکر! ہم نے کہا ہم ہونگے تجھ میں تو ہو ہم میں وہ سکو - اور تم میں - ہم نے دیکھا وہ بہت خوب تب ہم نے کہا اچھا - ہوئے تم ہم میں! ہوا! - وہ ہم میں ہوا - عالم محسوسات میں ہو تو پانی نیچے - وہ بہا - یہ بہا - آے نیچے بہہ گیا - اُہو ہو بہہ گیا؟ میں یہ بہہ گیا؟ اہو وہ؟ غرض یہی حال - ہم نے کہا دیکھا محسوسات میں؟ یہ حال ہے یہاں! سب! ۱۰ نفس سکوت اور بولے اسے یزدان پاک حسن و جمال ہمارا آپ کی طرف - یہاں نیچے سے نکلے جاتے ہیں - کون

ہے کہ یہاں لئے جاتا ہے ؟ ہم نے کہا حُدوث ! سب
ڈرے۔ ہم نے کہا کیوں ڈرتے ہو ؟ حکم ہوا کہہ دو ! ہم ہیں سنبھالنے
والے ! جب ہم نے یہ کہا وہ سب سنبھلے۔ اور ہو دئے ہماری طرف
ہم نے کہا بس یہی ہوگا +

عقل ہشتم۔ عقلینیا۔ جبکہ عقل ہفتم نے حسن و جمال
دکھایا تو ہم خوش ہوئے ہشتم کو کہا۔ تم سکوت ؟ اس نے کہا حکم؟
ہم نے کہا تم ہو حکم میں تم ہو؟ وہ خوش ہوئی اور سپاس کیا۔ ہمنے
اُسے مقبول کیا۔ اس کی حالت اور ہمارے حسن قبول پر سب
خوش ہوئے اور کہا اے یزدان پاک تو جسے مقبول کرے
خوشحال اُس کا۔ تو ہمیں لے حکم میں اور عطا کر حسن قبول۔ ہم
نے جب ہر طرف سے یہ آوازیں سنیں تو پسند ہوئیں اور کہا حکم
میں ہو حکم میں ہو سب نے فروتنی کی اور ادب سے جھکے
ہمیں یہ بھی پسند۔ حکم ہوا عقل ہشتم سے سیکھ حکم میں ہونا سب جھکے
تسلیم تسلیم +

عقل نہم عقلیمیا عقل ہشتم پر سب کی نگاہ ہوئی۔ اُسکے
نیچے ایک پرتو تھا اور بڑے تحمل سے عرض کی حاضر ہوں ! ہم
نے کہا لیا ہم نے تجھ کو۔ ہو تو ہم میں۔ وہی ! کہ حاضر ہوں ! ہم نے
کہا حضوری کام نہ کر سکیگی۔ ہم میں ہو ! وہی پھر کہ حاضر ہوں ! ہم نے
کہا خدمت کیونکر ہو سکے ؟ جواب ہوا کہ حکم ! ہم نے کہا ہم میں ہو کہ

حکم میں ہو اور حکم تیرا جو ہو وہ چلے۔ وہ خوش ہوا۔ خوش ہوئے سب +
عقل دہم عقلیفئا۔ اس کے نیچے ایک اور پر تو ہ اٹھا مگر
بڑی بہتات کے ساتھ۔ ہم حیرۃ کہ یہ کیوں؟ اُس میں ہزار در ہزار
اور لاکھ در لاکھ۔ اور کرور در کرور۔ آباء اور اُمہات اور موالید اور علّۃ و
معلول۔ اور سبب و مُسبّب شور و شر کر رہے تھے۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟
جواب ہوا ہم اور ہم! ہم! بے شمار!!! اُر اُمر اُسر اُسر اُچر۔ ہم نے
کہا یہ کیا؟۔ کہا عالمِ **حدوث**۔ ہیں؟ ایسے؟ یوں؟ یہ کیوں؟
پھر وہی! کہ **حدوث**! ہم سے کیوں نہیں ہوتے؟ جواب ہوا
کہ علم نہیں۔ ہم نے کہا ہمیں جانتے نہیں؟ جانتے تو ہیں! پھر یہ کیا
بولے کہ **یقین** نہیں۔ ہم نے کہا یقین؟ بس؟ - آواز ہوئی۔ دین
دیانت نہیں۔ ہم نے کہا تینوں باتیں ایک دوسرے میں دست و
گریبان ہیں۔ ایک گئی دو باقی کی خود بخود جاتی رہتی ہیں۔ پھر ہم نے
کہا ہو جاؤ ہم میں۔ ہو گے **حدوث** سے **قدم** میں۔ سب چپ
چاپ ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا ہو جاؤ ہماری طرف۔ ہو جاؤ گے
ایسے کہ کوئی نہ پوچھیگا کہ کہاں تھے؟ اور کیوں تھے؟ سب نے سنا
اور کہا یا اللہ ہوں قدم میں! ہم نے دور سے دیکھا اور کہا۔ یہ اتنے
ہیں اور کوئی بھی ان میں سے ہمیں نہیں مانتا ہے۔ وہ سب شرمندہ
ہم نے کہا ان سب کو کہہ دو۔ سب کو حکم پہنچ گیا۔ ہم نے کہا اب کیا؟
سب لا رہے ہیں اب وہی! ہم نے کہا۔ یہ نہیں۔ آوازیں ہوئیں۔

الٰہی! اب کیونکر؟ ہم نے کہا سب کاروبارِ دُنیا کے کرو۔ اور ہم میں
ہوکر کرو۔ یہ ہے! سب نے کہا یہ تو بڑی بات نہیں۔ ہم نے کہا یہی
تو ہے!۔ تم ہم میں ہو تو معلوم ہو۔ دیکھو وہ پروفیسر آزاد ایک بندہ
ہمارا ہے۔ وہ کیسے شوق سے ہماری طرف ہو گیا ہے مگر دنیا کے
کاروبار میں ایسا تباہ ہوا ہے کہ ہم جانتے ہیں!۔ اور یہ کہنا ہمارا
بڑی بات ہے! ہم سمجھینگے ایک ایک سے۔ اور سمجھا دینگے کہ بدی
کرکے یہ ہوتا ہے۔ اس عقل کا نام فنا ہے۔ بڑے غصہ سے اُٹھی
اور کہا اچھا ہم بھی تو دیکھیں گے۔ کیا ہمیشہ جیتے رہو گے؟ کیا ابھی اس
کے ہماری طرف نہ آؤ گے؟ سب چُپ! ہم نے کہا کچھ نہیں کہتے؟
آواز ہوئی۔ پروا نہیں کرتے! ہم نے کہا یہ کیا؟ کچھ نہیں۔ ہیں یہ کیوں؟
جواب نہ ہوا۔ ہم نے کہا اِن کو سزا ہم دینگے اس پرتوہ پر
ہم نے اپنا پرتوہ دیا اور کہا ہم آپ کرینگے اور ایسا کرینگے کہ ان کا
کچھ بھی نہ رہیگا۔ کُل عالم در عالم اور عالم در عالم اور عالم در عالم سے آواز
ہوئی یزدان پاک سزا نہ ہوئی! ہم نے کہا اَور طرح دیں گے۔ اور
اَور طرح دینگے اَور پھر اور طرح دینگے۔ تو دیکھ رہا ہے اے ابراہیم
زرتشت کس محنت اور محبت سے پروفیسر آزاد ہماری طرف
حاضر ہوتا ہے۔ اور ہماری چار ہزار ۴۰۰۰ برس کی دی ہوئی ایک سو بائیس ۱۲۲ کتابیں
اُن میں سے ایک بھی نہیں پہنچنے دی۔ وہ ہمارے توکل پر حکم کی تعمیل
کر رہا ہے۔ اُس کا آسرا بھروسا جو کچھ ہے ہم ہیں۔ وہ سب اور

عالم کا ظلم اس پر۔ ہم اس ظلم کو ہٹائینگے! اور اس زور سے ہٹائینگے کہ سب حیرۃ کرینگے!۔

اے ہمارے آسرے پر ہمارا کام کرنے والو! اے ہمارے بھروسے پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنے والو! تم گھبراؤ! اور بہت گھبراؤ! تم ہمیں پکارو! اور بہت پکارو! ہم وہ کریں گے جو آج تک نہ ہوا ہوگا!۔ یہ ہم بولے ہیں عقل دہم میں!۔ ہم ہیں! اور ہیں! اور ہیں! اور ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اپنے فلسفہ کو پورا کرینگے! اور کرینگے! اور کرینگے! اور نہ چھوڑیں گے اس میں سے ایک نقطہ نکس برابر بدی جو تم نے کی ہمارے کسی بندہ کے ساتھ!۔ وہ بچہ ہو یا بوڑھا مرد ہو یا عورۃ۔ ہم نے بار بار کہا اور جتا جتا کر کہا نہ ہو سکیگا۔ کہ کہو ہم نے نہیں سنا! سنا ہے! ہم خوب جانتے ہیں کہ سنا ہے! تم ہم پر کوئی حجۃ نہیں پکڑ سکتے۔ اب بھی ہشیار ہو جاؤ تو ہو سکتے ہو! ہو؟ کیوں؟۔ بولو!۔ ارے تم سوتے ہو؟ ارے تم نے کچھ پیا ہے؟ ارے تم جیتے ہو کہ مر گئے ہو؟ جاؤ جہنم کو۔ یہ ہے عقل دہم۔

ان سب عقلوں کے اوپر ایک عقل۔ وہ ان سب سے کچھ زورہی کو لئے ہوئے ہے اسے ہم ہتیا وہا کہتے ہیں وہ ہماری طرف منہمک ہے ہم ہیں اپنے عالم جبروت عالم کبریاء میں بے نیازہ یہ ہونا چاہئے! یہ ہو! یہی ہوتا ہے! عالم عقول عالم نفوس عالم ارواح ہجدہ ہزار عالم ایک بات ہے۔ ہزار در ہزار عالم پر ہماری

نگاہ ہے۔ اُسی پر ذرّہ تا خورشید کام ہو رہے ہیں عقول تو ہو گئیں اب نفوس ہوتے ہیں +

تیسرا اتصال ۔ نفس

نفس ہر شے میں ہے ۔ شے کی ہستی اُس کا نفس ہے ۔ تم جب اپنے تئیں دیکھتے ہو اور سوچ کر کہتے ہو کہ ہوں ۔ وہی تمہارا نفس ہے ۔ نفس وجود ہے شے کا +

ہم اپنے عالم ہیں ۔ اور عالم در عالم ہم ہیں ہم ہیں ۔ ہمارے علم میں ۔ ہم میں شوق ظہور نے شہود ۔ آواز ہوئی ہوں ۔ یہ تھا نفس کُلّی +

ظہور ہوا ۔ عالم کُلّی ہوا ۔ عالم کلی عالم نفوس کا ۔ عالم کلی عالم عقول کا اور اس طرح ہزاروں عالم ہیں ۔ اُنہیں ہم ہی جانتے ہیں ۔ یہ کیفیت نفس کُلّی کی نفس ہے تو ہر شے ہیں ۔ مگر ان میں جو نفس ہے یہ عجیب آفرینش قدرتِ خدا کی ہے ۔ یہ ایک جہتہ میں وہی نفس ہے جو ہر شے میں ہے ۔ اور دوسری جہتہ میں قوۃ ہے کہ صعود کرے طرف اُس نفس کے جو کہ عالم علم اور عالم عقل اور اور عالموں کی طرف جو عالم قدس ہیں ہیں ۔ یہ اسے ہے نفس ناطقہ اور اُدھر سے نفس ناطقہ الٰہیّہ ۔ نفس ناطقہ ہمارا ہم میں ہے ۔ اور یہ پرتو پذیر ہے ہمارے نفس ناطقہ سے جو الٰہیّتہ میں ہے ۔ یہ پرتو ہ اُدھر

سے ہے مگر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ادھر کا نفس ناطقہ اُدھر صعود نہ کرے ۔ یہ صعود اور اُدھر کا پرتوہ متفق ہوں تو ہم فیضان الٰہی میں ہو کر وہ کچھ معلوم کریں جس کو اب ہم ناممکن سمجھے ہیں ۔ اور جو ہوتی ہیں اس پر حیرت کرتے ہیں اے یزدانِ پاک کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ میں ابراہیم زرتشت تجھ سے باتیں کرتا ہوں اور پوچھ پوچھ کر لکھتا ہوں مسائل الٰہیہ کو جو سلف سے آج تک سرِ الٰہی سمجھے جاتے تھے ۔ اور اُن باتوں کی خبر بہ تفصیل دے رہا ہوں جو آج سے دو ہزار اور تین ہزار برس بعد ظہور کرینگی ۔ یہ اسی نفس ناطقہ کی ریاضت ۔ اور ریاضت کی برکت ہے ۔ ہم یہاں کی باتوں میں برکت مانگتے ہیں ۔ وہاں کی باتوں میں مانگیں تو اور ہی بات ہو ۔ اے ابراہیم زرتشت یہ باتیں اور وہ باتیں بہت دور نہیں تو اگر چاہے تو ہم دیں تجھے ۔ وہ بات کہ جو تجھے نہیں معلوم ۔ وہ بات کہ جو تیرے فہم سے بالاتر ہے ۔ وہ بات کہ سمجھ میں بھی آئے اور بیان میں نہ آئے ۔ وہ بات کہ ہم ہیں اور تو ہے اور کوئی درمیان میں نہیں وہ بات یہ کہ ایک دن تو ہوگا اور پروفیسر آزاد ۔ اور دنیا تمام الٰہیئتہ کی منکر ۔ تو کہیگا میری کتاب ۔ اے ہلا و لاہا لہوا لہا آل لاہا میں کیونکر رواج دوں ؟ ۔ وہ کہے یہ ہوا یہ کہے وہ ہوا ۔ وہ یہ یہ وہ ! ۔ پھر میں کیا کروں ؟ ہم کہیں ہم دیں گے اچھی ترکیب ! اے ابراہیم زرتشت تب تو مجھے کہیگا اے یزدان پاک

مجھے کیونکر معلوم ہو؟ ہاں تو ہو ہم میں ہم ہوں تجھ میں۔ اے
یزدان پاک یہ تو مشکل! اے ابراہیم زرتشت یہ مشکل ہے
مگر اس وقت! اور جب تو ہو ہم میں تو آسان ہوا۔ اے یزدان
پاک میں ہوں جیسیما یہ کیونکر ہو؟۔ اے ابراہیم زرتشت
تو ہر وقت اس حالۃ میں نہیں ہو سکتا۔ پروفسر آزاد ہر وقت
ہے۔ اے یزدان پاک میں ہر وقت کیونکر ہوں؟ ہو نہیں سکتا
کہ جیسیما ہو جو ہر بسیط جب تک عالم محسوسات میں ہوں۔ یہ
حالۃ نہیں ہو سکتی اے ابراہیم زرتشت سے تو ایسا ہی۔ یہ کیفیۃ
جو تجھے اس وقت حاصل ہے دشواریاں اٹھا کر تجھے حاصل ہوئی
ہے۔ اے یزدان پاک کیونکر جانوں کہ جو ادھر کی باتیں ہیں
ادھر کیونکر ہو رہی ہیں؟۔ بس یہی سمجھ لو کہ اسی طرح۔ جو ہم نے کھول
دی کھل گئی اے یزدان پاک کیونکر جانوں کہ جو ادھر کی
باتیں ہیں ادھر کیونکر ہو رہی ہیں؟۔ بس یہی سمجھ لو کہ اسی طرح۔ جو ہم
نے کھول دی کھل گئی اے یزدان پاک اس سے زیادہ
نہیں؟ نہیں۔ یہی ہے ہماری مشیئۃ۔ بس نفس ناطقہ کو ہم نے لیا
جب یہ بات ہوئی ہے۔ وہ اگر چاہتا تو ہوتا مگر اور طرح اے یزدان
پاک اور طرح کیا۔ اور طرح یہ کہ وہ نفس ناطقہ سے پوچھتا وہ کہتا جتنا
اُسے معلوم تھا۔ اس کا علم اور ہمارا اور۔ ہو سکتا کہ وہ ہم سے لیتا اور
بتاتا مگر یہ بھی اور بات تھی +

اَب تو دیکھ ابراہیم زرتشت انسان میں نفس ناطقہ کو ہم نے کیا برکتہ دی ہے۔ اُسے جسم میں جوہر بسیط پیدا کیا۔ اور اُدھر سے ادھر آکر کسقدر آگاہی ہم پہنچاتا ہے۔ اور ہم اُسے اپنی قربۃ میں کیسی رحمتہ مبذول فرماتے ہیں؟ یزدان پاک یہ رحمتہ ہے؟ یہ رحمتہ ہے۔ ہم سے پوچھتا ہے!۔ ہم بتاتے ہیں! نہ سمجھے۔ ہم سمجھاتے ہیں! یہ رتبہ کسی کو حاصل ہے؟ نہیں! کیوں۔ تجھے پہلے ہمارے وجود کا یقین تھا؟ اے یزدان پاک نہیں تھا

ہاں اور اَب۔ برحق! تو ہے! اور ہے! اور ہے بلہ تو ایسا ہے! اور اس سے زیادہ ہے! اور زیادہ سے زیادہ ہے!

یہ ہے ہمارا فلسفہ ہم آج تجھ کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جو انبیاے سلف کو دیا تھا آج سے کئی ہزار برس پہلے۔ دیکھ ابراہیم زرتشت ہم نفس ناطقہ کو ۱۲ شعبوں میں منشعب کرتے ہیں۔ وہ تجھ میں ہیں اور تجھے خبر نہیں۔ تو اگر چاہے تو ہر ایک سے التجا کر کے اپنے مطالب پورے کر سکتا ہے۔ ان میں سے پہلے ہے۔

۱۔ سوسے آ۔ پہلا شعبہ نفس انسانی کا ہے۔ جبکہ وہ وجود میں آتا ہے۔ اور وجود محسوس ہوتا ہے۔ وہ بطن مادر میں ہوتا ہے۔ اور باہر آکر جب تک کہ ماں باپ کو پہچانے وہ سوسے آ میں ہوتا ہے۔ بس یہی ہے +

۲۔ ہوسے آ۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے جبکہ وہ والدین کو پہچانے

اور گھر والوں اور باہر والوں کو پہچانے۔ اور کہے
کہ یہ نہیں میرا۔ مگر ہر چیز کو کہے کہ یہ ہے میری۔
جب یہ ہو اور جب تک یہ ہو۔ وہ ہوے آ میں
ہے۔ بس +

۳- یا و یا- وہ نفس انسانی ہے کہ جب وہ اپنی چیز کو اپنی اور
پرائی چیز کو پرائی کہے۔ مگر لے لینے میں اُسے دونوں
برابر ہوں۔ یہ ہے ہوے آ اور یاؤیا کی حد۔
اور جب تک وہ اس حالت میں ہے یاؤیا میں ہے
بس +

۴- وِ یا و یا- نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے کہ حق اور ناحق کو پہچان لے
اور جانے کہ اگر غیر لونگا تو قباحت ہوگی۔ میرا وہ ہے
جو میرا ہے۔ جو میرا نہیں وہ غیر کا ہے۔ غیر کا حق
لونگا نہ کھیگا۔ وہ کھیگا میں نہ ہونگا۔ یاؤ رکوئی گھر
میں سے جائیگا۔ بس یہی ہے +

۵- شیا و یا- نفس انسانی کا شعبہ ہے۔ ہم ایک شے کو دیکھتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہے یا یہ نہیں ہے۔ شیاویا
اُسے کہ دیتا ہے کہ یوں ہے۔ یہ مانتا ہے تو کہتا
ہے یوں ہے۔ نہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یوں نہیں۔
ہو سکتا۔ اسی میں ہیں فہم و ادراک۔ انسان نہیں

جان سکتا اگر اس کے اندر کون ہے؟ جو پہلے ایک شے کو یوں کہتا ہے- اور وہ کون ہے؟ جو اسے روکتا ہے یہ ایک قدرۃ الٰہی ہے +

۶- سیا ویا- نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے جو کہتا ہے کہ دیکھو تو سہی یہ کیا ہے؟ فہم و ادراک اسی وقت متوجہ ہو جاتے ہیں- اور تحقیق کر لیتے ہیں کہ یوں ہے یہ بھی ہم نہیں جانتے کہ یہ کیونکر ہے- اور ہم میں کہاں ہے +

۷- ہیا ویا- ہم میں وہ شعبہ ہے کہ ہم فہم و ادراک تو کرتے ہیں مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہیں- ہم جانتے ہیں کہ ہم کرتے ہیں- اور ان میں کوتاہی اور سستی بھی ہوتی ہے- کوئی ذہین ہوتا ہے- کوئی غبی- ہم اگر چاہیں تو تیز بھی ہو جائے +

۸- نیا ویا- ہم میں وہ شعبہ ہے کہ جو کچھ ہم سمجھیں اگر چاہیں تو جواہر مجردہ سے پوچھ کر اُسے تصدیق کریں- یہ رتبہ ہر ایک کو حاصل نہیں- جو جانتے ہیں وہ کر بھی لیتے ہیں- نفس ناطقہٴ انسانی ہمیشہ اُدھر سے تعلق رکھتا ہے ہمیں خبر نہیں ہوتی- ہم برخلاف بھی ہو جاتے ہیں- وہ آگاہ کرتا ہے- پھر بھی خبر نہیں ہوتی +

۹ جیبا- نفس ناطقہ کی وہ قوت ہے کہ جب اُسے معلوم ہوتا

ہے کہ یہ یوں ہے تو وہ ہماری طرف رجوع کرتی ہے۔ جو ہم سے کہتے ہیں سند سمجھتی ہے۔ ہم اسے اپنی طرف لیتے ہیں اور جو وہ مانگے دیتے ہیں۔ ہمارا دینا اور اس کا لینا ایک ہوتا ہے۔ وہ ہم میں اور ہم اُس میں جب یوں ہو تو ہو +

۱۰ - دیا۔ بالہام۔ ہم اپنے میں ایک قوۃ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شئے سامنے آئے نہ دیکھی ہو نہ سُنی ہو تو وہ ادراک کرتی ہے۔ وہ ہم میں ہے مگر معلوم نہیں۔ ہم سوچتے ہیں معلوم کرتے ہیں جانتے ہیں کہ ہم ہی نے ادراک کیا۔ یہ دنیا میں ہے تو اِدھر ہے۔ اور اُدھر ہے تو عالم عقول۔ اور اور عالموں میں ہو کر ہم تک پہنچتی ہے۔ ہم اُسے اور نویں کو ملا کر لیتے ہیں اور دیتے ہیں۔ یہی +

۱۱ - دیا۔ بالعبور۔ ہم ایک اور قوۃ دیتے ہیں۔ وہ ہوتی ہے نفس ناطقہ میں۔ گر دیتے ہیں اُسے جس میں دیکھتے ہیں جوہر قابل۔ وہ لیتا ہے۔ ہم میں ہو کر اور پھر ہوتا ہے عالم محسوسات میں سب دیکھتے ہیں اور حیرۃ کرتے ہیں کہ انسان سے فوق العادۃ اور فوق الطاقۃ کام کیونکر ظہور کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ ہے ہماری قوۃ۔ یہ

ہے ہماری قدرۃ یہ ہے ہماری حکمۃ یہ ہے ہمارا فلسفہ
جب ہم چاہتے ہیں ظہور دیتے ہیں۔ اور بس +

۱۲ - نیا - نفس ناطقہ میں یہ جوہر ہم نے رکھا ہے۔ یہ عجیب قدرۃ ہماری ہے۔ وجود اس کا عالم جسمانی میں ظہور اس کا عالم جسمانی میں جوہر اس کا بسیط۔ اس میں یہ صفۃ ہم نے رکھی ہے کہ جب عوارض جسمانی اور لواحق حسی سے الگ ہو کر صعود کرتا ہے تو صلاحیۃ پیدا کرتا ہے کہ جواہر عقلانی میں شامل ہوتا ہے یہ رتبہ اس کو شوق اور ریاضۃ کی برکۃ سے ہوتا ہے۔ کہ آتا ہے ہماری طرف۔ یہ عوارض و لواحق کو محو کر کے منہمک ہو جاتا ہے ہم ہیں۔ اس وقت ہم ہوتے ہیں اس میں۔ یہ لیتا ہے ہم۔ دیتے ہیں ہم جس کی یہ صلاحیۃ رکھتا ہے یہ ہیں ۱۲ شعبے نفس ناطقہ کے۔ اور لکھتے نہیں ہم +

چوتھا اتصال

اس میں ہم پہلے طبیعیات کو بیان کرتے ہیں

علم طبعی - وہ علم ہے کہ اس میں بحث کرتے ہیں جسم طبعی اور اس کے لواحق سے +

جسم طبعی۔ وہ ہے کہ مشتمل ہو ابعادِ ثلثہ پر۔ اور اس میں مثلث مربّع کُروی بیضوی مخروط مستدیر مخروط مضلّع استوانۂ مستدیرہ استوانۂ مضلّع جو مستطیل شکل چاہو تراش لو +

ہم جسم کو یہی سمجھتے رہے کہ جس میں ابعادِ ثلثہ نکلتے ہوں۔ اور وہ خود کسی صورتِ خاص میں ہو۔ وہ درحقیقۃ قدرۃ الٰہی میں متناہی ہے۔ اُس کی ابتدا اور انتہا نہیں۔ جو قدرتی ہوگا وہ طبعی ہے۔ جو ہم نے تم نے بنایا وہ تعلیمی +

ہم
شکل

شکل تعلیمی۔ جو تم دو کسی مجسّم پر۔ ہم اقلیدس کو جو علم دینگے اُس کی شکلیں تعلیمی ہونگی۔ وہ مادّہ کے محتاج نہیں اپنے تجسّم میں +

شکل طبعی۔ ہم سے تم سے نہیں۔ وہ قدرۃ الٰہی سے +

مکان

مکان۔ حَیّز

جب ہم دیکھتے ہیں کسی چیز کو کہ کس جگہ ہے؟ اور ہے تو کیونکر ہے؟ ہم اس جگہ کو کہتے ہیں جائیکہ در و باشد شے۔ عرب سے ہم نے کہوایا مَا یکوْنُ فِیہِ الشَّئے۔ جب تک شے اُس میں نہیں مکان ہے۔ جب شے اس میں ہے حَیّز اُس کا ہے۔ افلان الٰہی بُعدِ مجرّد کہیگا۔ ارسطو نے اس کی تعریف کہی۔ پسند نہ ہوئی۔ اُس نے کہا وہ اندر کی سطح کہ مماس ہو شے کی باہر کی سطح کو وہی شے کا مکان ہے۔ اُس نے اُس علم سے لیا جو ہم نے اُسے دیا۔ ہم سے

حیّز

لیتا تو یہ نہ کہتا۔ دیکھ ابراہیم زرتشت وہ سامنے کون ہے ! یہی
ہے ارسطو۔ افلاطون کو ہم سرخیل اشراقیین کا کرینگے
یہ ہم سے لیگا۔ اور دیگا۔ ہم آسے دینگے اشراق۔ وہ ہوگا دنیا میں
مگر ہماری طرف۔ دنیا اسے تنگ رکھیگی کہ کیوں نہیں آتا مجھ میں۔ وہ
کہیگا کھلا ہے میدان میرے آگے۔ یہاں تنگی نہیں۔ میں تنگی
میں نہ آؤنگا۔ دنیا مجھے وسعت دیتی ہے مگر بہت تھوڑی دیر کے
لئے !۔ بہت ہو تو چند سال ! اُدھر ہے وسعت لانہایۃ اور مدّۃ ایسی
کہ ہمیں نہیں معلوم۔ میں اُدھر ہوں !۔ ارسطو کو ہم علم دیتے
ہیں۔ وہ لیتا ہے۔ اور دیتا ہے مگر عقل جزئی ہیں۔ وہ اُس کی ہے
اسی واسطے کہیں نا تمام ہے۔ کہیں خلاف۔ ہم نے اُسے غلط کہا سب
نے غلط کہا۔ بس یہی +

زمانہ

جب ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تھی +

یا ہے۔

یا ہوگی۔ تھی۔ ہے۔ ہوگی۔ واقع ہو وہ زمانہ

اوّل ماضی دوسرے حال تیسرے استقبال ہے +

ماضی۔ گذر گیا +

حال۔ جب تم کھو گے کہ وہ شے ہے۔ تو جب تم ہ میں ہو وہ حال

ہے سے استقبال سے کا خیال آیا اور وہ ماضی ہوگیا۔ سے کو بولو۔
سوچو۔ وہ سے کے بیچ میں اگر وقت ہے تو وہ حال ہے۔ تم
کہو گے کہ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی کچھ ہے! اور وہ اتنا ہے کہ قابل شمار
نہیں۔ وہ جزء ہے لایتجزّٰے۔ اسی واسطے نامحسوس اور معدوم ہے
وقت کی تعریف ہم افلاطون الٰہی کو دینگے۔ وہ کہیگا۔ اُس سے
ہم اندازہ کرتے ہیں اندازہ پذیر شئے کا۔ اسے سب پسند کرینگے۔

آن

ماضی اور استقبال کے بیچ میں جو فاصلہ ہے اُسے۔ آن کہتے
ہیں آن اِدھر نہیں۔ اُدھر آن ہی آن ہے۔ اُدھر ماضی اور استقبال
سب حال ہے۔ اور جو گذرا اور آئیگا سب حاضر۔ علم الٰہی میں سب
اسی طرح سے ہے گویا حال۔ جب آن وہاں اس طرح سے ہے

آنیات

تو ازل سے ابد تک وہاں سب آن ہے اور آنیات وہ ہیں
کہ ازل سے ابد تک جس آن میں چاہو حاضر پاؤ۔ عقل علم نظر
کلیّۃ جزئیّۃ حدوث سلامۃ وجود صحابۃ وحدۃ سب آنیات
ہیں۔ کوئی عہد ان سے خالی نہیں۔ یہ ہماری خدائی کے ظہور میں ظہور
پاکر آئیں۔ اور ہیں اور رہینگی۔ یہ ہیں ہماری قدرۃ کے ساتھ۔ اور
زمانہ ان سے خالی نہ ہوگا +

علم

علم تم ہیں۔ ہم میں ہوا علم میں ہو۔ ہم نے یونان کو کہا اُس
سے عرب نے لیا۔ اور کہا حصول صورۃ الشئے فی العقل۔ سب
نے مانا۔ ہم نے کہا صورۃ الشئے۔ صورۃ سے یہ صورۃ مراد نہیں ہے

تم آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ صورۃ سے مراد ہے صورتاً وہ خصوصیتیں
ہیں جو ہم نے شئے کے لئے اس کی حقیقت میں رکھی ہیں۔ انہوں نے
انبساط کرتے کرتے محسوسات میں آکر صورۃ دکھائی۔ یہ علم ہم کو ہوتا
ہے۔ ہم سے ہو تو ہو۔ آپ ہی ہو تو نہ ہو۔ ہم دیں تم لو۔ تم نہ لو تو ہم
کیا کریں! یہی ہے۔

علم ہیولانی جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہوگی
پھر جو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں۔ اسے ہم نے علم ہیولانی
کہا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اب علم زیادہ ہے اور
یہ علم ہیولانی ہے کیونکہ یہ ہماری عقل جزئی سے ہے۔ اور یہ
ایسا ہے کہ جو سمجھتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں وہ ایسے الٹے نہیں ہوتے
اگر ہوں تو بڑی بات ہو جائے۔ اور اس کا سبب ہماری عقل
جزئی ہے۔ یہ اپنی جگہ ہو۔ کچھ نہیں کرتی۔ اور ہو تو یہ حال ہوتا ہے
عقل ہیولانی اور عقل جزئی ہمیشہ بھلاوا دے کر کچھ سے کچھ کر دیتی
ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ اسے اس کے رتبہ پر چھوڑ کر مستوفی ہوں۔
تم دیں لو نہ ہو۔ اور حکم ہو کہ چلو آگئے۔ یہ ہے ہمارے علم کا طور۔

عقل بالاضافۃ۔ یہ عقل وہ ہے کہ ہم اوروں سے پوچھ کر ہم پہنچائیں
استادوں سے بزرگوں سے کتابوں سے جو علم حاصل ہو اور
اس سے جو قوت حاصلہ ہم پہنچے وہ عقل بالاضافۃ ہے۔ اس کا
علم علم بالاضافۃ ہوگا۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ۔ ہم وہ دیتے جو ہم

(۳) عقل بالصفات

مناسب وقت سمجھتے ہیں۔ یہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہماری طرف نہیں +

عقل بالصفات۔ یہ عقل ہم سے ہوئی ہے مگر خاص خاص فنون یا حرفوں میں ہوتی ہے۔ ایک کام کو برتنے اور مزاولت کرنے میں قوۃ ایجاد یا اصلاح انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دیتے ہم ہیں صاحب فن جانتا ہے کہ میرا ایجاد ہے۔ یہاں دریا بہہ رہے ہیں اگر ایسا ہم سے ہو کر لے تو بہت ہوا اور خوب ہوا ورنہ اس کی تنگ ظرفی یہ ہے +

(۴) عقل بالوفا

عقل بالوفا۔ جب ہم انسان کو ادھر بھیجتے ہیں تو اُسے کہہ دیتے ہیں کہ ایسا ایسا ہوگا۔ وہ وعدہ کرتا ہے یوں کرونگا۔ اور یوں کرونگا یہاں آکر سب بھول جاتا ہے۔ اگر ہم سے ہو کر کام کرے تو ایفائے وعدہ میں فرق نہ ہو۔ عقل بالوفا اُسی کو ہوتی ہے جو ہم میں ہو۔ بس یہی ہے +

(۵) عقل بالکمالت

عقل بالکمالت۔ ہم عہد قدیم میں ایسے لوگ بھی بھیجتے تھے جو دنیا کی زیبائش اور لذۃ آسائش کو پیدا ہی نہ لاتے تھے۔ اور ہم انہیں اپنی طرف لیں تو خوش نہ لیں تو بھی خوش۔ وہ ہم سے غرض رکھتے تھے۔ ہم انہیں تو آسے عقل سے قوۃ دیتے تھے۔ اور وہ اسی زیبائش اور آسائش سمجھتے تھے۔ وہ دو سو اور تین سو برس کی عمر پاتے تھے اور علم کو ہم سے لیتے تھے۔ ہم انہیں دیتے تھے۔ علم اُن کا درس

اور کتاب میں نہ تھا۔ جو تھا ہم میں تھا۔ مذہب اُن کا کسی اُمت میں نہ تھا۔ ہم میں تھا اسی واسطے سب میں تھا۔ وہ پوچھو تو ماکان ومایکون کی خبر دے سکتے تھے۔ ہم اُن میں نہیں تھے مگر وہ ہم میں تھے۔ اسی بات کو غور سے سوچتے تھے اور کہتے تھے شاید یہ ہو۔ اور وہی ہوتا تھا۔ ہم انہیں دیتے تھے۔ اُنہیں خبر نہ ہوتی تھی۔ جب اُمتِ محمدیہ نے زور کیا۔ اور علم آیا کتاب میں۔ دلوں نے ہمیں چھوڑا اور اسمائے صفات زبانوں پر رہ گئے۔ ہم نے کہا یہ بھی ہو۔ تنوبرس نہ گذرے تھے کہ وہ بھی نہ رہا۔ ہم نے کہا۔ یہ اُمت پندرہ سو برس سے زیادہ نہ رہیگی۔ لوگ ہمارے نام پر سوگند کرنے لگے۔ ہم نے کہا۔ جاؤ اب کچھ نہ ہوگا۔ جب یہ ہوا تو اُن لوگوں نے اِدھر آنا نہ چاہا۔ اور ہم نے بھی اُنہیں مجبور نہ کیا۔ یہ قربِ قیامت ہے۔ دیکھو! جب ہم قیامت لائینگے تو دکھائینگے کہ پروفسر آزاد پر ظلم کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ اے ابراہیم زرتشت ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہے ہمارے فلسفہ کا اصول۔ بس یہی۔ اب ہم امورِ عاشرہ بیان کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں +

پانچواں اتصال

آسمے رامآ۔ یہ باب اُن باتوں کے بیان میں ہے جو ہم میں اور محمد ثانی میں مشتمل ہیں ہم ہیں واجب جو ہماری طرف ہیں سب

جواہر بسیطہ ہیں۔ عالم محسوسات میں جوہر ہیں۔ مگر جوہر اس
اعتبار سے ہیں کہ حامل ہیں چند اعراض۔ اگر اُن کا خیال نہ کریں
تو جتنے محدثات ہیں سب عرض ہیں۔ ہم عرض کو جوہر بنانے
میں جسقدر کوشش کریں ریاضتہ الٰہی ہوگی۔ جوہر کیونکر عرض
بنے؟ قدیم سے تعلق نہ رکھے۔ عرض کیونکر جوہر بنے۔ قدیم
سے وابستہ ہو حادوث سے محفوظ ہوگا۔ ہم حادوث میں ہیں۔
قدیم سے تعلق پیدا کریں توکیونکر کریں؟ اُس کے صفات کو اُدھر
نہ ہوں اُنہیں رفع کردو۔ تم۔ حدوث میں ہو تو تم۔ تم ہو۔
وہ جو جواب میں کہے کہ ہوں۔ وہ ہم ہیں۔ اُس کو لو۔ اور کہو کہ
وابستہ ہوا ایزد سے۔ اور جب اُدھر سے جواب مرحمت ہو تو اُس کے
بموجب اطاعت میں ہو۔ وہی طاعت ہوگی جو کچھ کرو گے تم۔ اور اس
میں وہ فیضان ہوگا جس کے تم مستوجب ہو۔ یہ ہے تمہاری اصلاحیتر
حال پر ملتوی۔

اے ابراہیم زرتشت تو دیکھتا ہے۔ وہ پروفسر آزاد
کیسا شوق سے ہماری طرف دیکھتا ہے۔ جب تم اُسے کسی کام
پر بھیجنگے وہ بڑی تکلیفوں میں ہوگا۔ اور بیماری بھی ہوگی کہ علاج
نہیں اُس کا۔ تو بھی وہ ہماری طرف ہوگا۔ اور تیری دونوں کتابوں
کو لکھیگا۔ وہ ایسی حالت میں ہوگا کہ ہم نہ دیکھ سکینگے۔ تو بھی ہم اُسے
دینگے۔ اور وہ لیگا۔ یہاں تک کہ سپاک پوری لکھ لیگا۔ اور خاک

بھی ختم کریگا۔ تب ہم کہینگے۔ اب تو آرام لے۔ اور پڑھنے کی کتابیں
اُسے بھیجینگے۔ وہ لیگا اور خوش ہوگا۔ ہم کہیں گے دیکھ ہم نے تجھے وہ
دیا۔ تو نے خوش ہوکر لیا۔ اب یہ دیتے ہیں۔ تو خوش ہوکر لیتا ہے۔
ہم تجھے اب روپیہ دیتے ہیں تو لے اور جا جس جگہ ہم کہتے ہیں۔ وہ
روپیہ لے کر وہاں جائیگا اور بیٹے کو کہیگا۔ میں تو یہاں بیٹھا تمہیں اپنے
کام کا اختیار ہے۔ بیٹا کہیگا۔ میں بھی بیٹھا۔ یہ ہوگا انجام اس کا۔
اے ابراہیم زرتشت۔ فیضان ہمارا ایک نہیں۔ وہ دنیا
میں ہوتا ہے۔ اور دنیا ہی میں ہوتا ہے۔
تو سلطنت کے کاروبار کو اصلاح کرتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
اسفندیار۔ کارزار کے میدان میں پیکار کرتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے
ارجاسپ۔ فتح کشتی اور نظام جنگ سے عرق ریز ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
جاماسپ۔ وزارت کا بوجھ لئے گشتاسپ کے دربار میں کھڑا ہے
یہ ہمارا فیضان ہے۔
رستم۔ سیستان میں دور سے بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے اختیاروں
سے ہاتھ اٹھائے ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
زال۔ سام۔ اور نریمان اس سے زیادہ۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
سیمرغ۔ ایک غار میں بیٹھا ہے سب سے برکنار ہے۔ تو بھی بہت
سی باتوں سے باخبر ہے۔ یہ بھی ہمارا فیضان ہے۔ وہ جس وقت
دنیا سے اٹھیگا ایک ہزار دو سو برس کی عمر لے کر اٹھیگا۔ اور سیدھا

ہم میں آئیگا۔ تو اگر چاہے تو سیمرغ ہو جا ٭

اے یزدان پاک مجھے تو جو عمر گذری ناگوار گذری۔ ازدیاد عمر سے مجھے معاف رکھیو ٭

ہاں۔ یہ ہماری رحمت ہے تیرے حال پر۔ اگر تو اسے خوش ہوکر نہیں لیتا تو نہ لے ٭

اے یزدان میں ہوں تیرے حکم میں۔ اور جب ادھر سے اُدھر ہوں تو آؤں سیدھا تیری طرف۔ یہی ہے دعا۔ یہی ہے التجا۔

اے ابراہیم زرتشت ہم نے تجھے نور دیا۔ تو نے لیا۔ ہم نے اُسے ظہور دیا۔ تو خوش ہوا۔ اب ہم تجھے ایک اور نور دیتے ہیں۔ تو اُسے ظہور دیگا؟

اے یزدان پاک۔ وہ بھی تو۔ یہ بھی تو۔ اچھا۔ جا تو پہلے گشتاسپ کے پاس اُس سے اجازت لے اور جا اسفندیار کے پاس۔ وہ تجھے بھیجیگا اپنے بیٹے بہمن کے پاس۔ وہ تجھے آتشکدہ بلخ میں پہنچائیگا۔ وہاں ہمارا نور تجھ سے ظہور کریگا۔ بہمن کو اعتقاد نہیں وہ ظہور سے ایمان پائیگا۔ ہم اُسے بہت نہیں۔ کم دینگے۔ وہ اُسی میں بہت خوش ہوگا اور سمجھیگا کہ مجھ پر رحمت ہے۔ تو وہاں سے خوش آئیگا اور کہیگا۔ اے یزدان پاک تو نے اپنا وعدہ ایفا کیا۔ مجھے وہ دے جس سے میں ہوں تیری طرف ٭

اے ابراہیم زرتشت تو چاہتا ہے کہ ہو ہماری طرف

ہوتو میری طرف ہَمّ ہَمّ ہَمّ ہَمّ ہیں تجھ میں۔ تو ہو ہم میں۔ ہم کو لے اور ہو تو ہماری طرف۔ ہم ہیں اوپر اور اوپر سے بھی اوپر اور اُس سے بھی اوپر تو دھیان کر ہماری طرف اور ہو ہماری طرف اور ایسا ہو کہ ہم ہی کو کہے اور ہم سے سُنے تو اُس وقت جو پوچھیگا ہم بتائینگے۔ اس طرح کہ شبہہ نہ رہیگا یہی ہے حکم۔

اے یزدان پاک میں صبح کو بیدار تو ہوں۔ پر اس طرح کیونکر ہوں؟ ہو ہماری طرف! اے یزدان پاک میں تو ہوں تیری طرف پر وہ بات کیونکر حاصل ہو؟ ہو! مگر ایک عرصہ کے بعد ہم ہیں دینے والے تو ہے لینے والا رحمۃ کا اپنی طاعۃ کے لئے اپنی اطاعۃ کے لئے اپنی ریاضتہ کے لئے صبح کو شام کو یہ ہوگا تو ہو! تو ہو! تو ہوا۔ بس یہی +

دیکھ ابراہیم زرتشت ہم کیونکر تجھے اپنی طرف لیتے ہیں ہم تجھے بتاتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ یوں آ ہماری طرف اور یوں ہو ہماری طرف اگر یوں نہ ہوگا تو نہ ہوگا۔ ہم اپنے بندوں کو اس طرح دیتے ہیں۔ اور وہ لیتے ہیں تو اس طرح لیتے ہیں +

تجھے نہیں سنائی دیتی ہماری رحمۃ کی دہش تو دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ۔ ادھر کی سماعۃ کو بند کریگا تو اُدھر کی بخشائش کو لیگا۔ یہ حواس۔ اُدھر کے محسوسات لے نہیں سکتے۔ اور لینا ان کا مانع ہے اُدھر کے حصول کو۔ یہی ہے اصول اس وصل و وصول کا۔

تونے ہم کو عرض کرنے میں بھی قصور نہیں کیا۔ ہم نے بخشائش میں
کوتاہی نہیں کی۔ تو ہے ہر وقت عالم کثرۃ میں۔ ہو تو عالم وحدۃ
میں تو ہو واحد اور واحد کو کر توحید عالم ناسوت تمام وحدۃ
وحدۃ وحدۃ ہے۔ تو سکھا نہیں توحید۔ یا اپنے آپ کو ہم
میں ایک کریں۔ ہم ہونگے ان میں تو وحدۃ نہ ہوگی کلیتہ ہو جائیگی
کلیتہ ہم ہیں! ہم میں ہو! اور تو وحدۃ سے باہر آکر ہم میں ہو کہ
سب ہوں تجھ میں۔ یہ ہیں اصول اسمے راماکے۔ اور یہاں ہم
اپنا مطلب ختم کرتے ہیں +

اسے ابراہیم زرتشت ایک دن وہ تھا کہ تمام ک ہم نے
تجھ کو دیا۔ اور ۲۵ فریدو راکا بانجام پہنچایا۔ دن یکشنبہ تھا سال ۲۵ کا
فریدوانی +

آج ہم پروفیسر آزاد کو لکھواتے ہیں۔ اور بانجام پہنچاتے
ہیں۔ دن ہے منگل کا۔ ۲۲ ہے میاکی سال ۱۸۹۵ مسیحائی +

اسے ابراہیم زرتشت دنیا کفر و کفران ہے۔ اُسے
کتاب نہیں دینے۔ ہم نے کہا۔ ہم دینگے۔ دن نہیں بتاتے
تاریخ تک نہیں بتاتے۔ ہم نے کہا ہم لکھوا دینگے۔ یہ
پروفیسر آزاد ہے جس کا ہم نے ہاتھ پکڑا ہے۔ اسے
روٹی کا ٹکڑا نہیں۔ کیونکر ہو؟ ایک پیسہ کی آمدنی نہیں
بیٹے کا بھی زور نہیں حکومت کا زور ہے۔ حاکم نہیں

حکومت نہیں - بدنفسی کی حکومت ہے - ہم اپنے فلسفہ
کو دیکھ رہے ہیں جب کرنے پر آئینگے کر ہی دینگے -

میں ہوں ابراہیم زرتشت - یہ کتاب مجھے یزدان پاک سے
ملی - میں نے اسے بڑی احتیاط سے لیا - اور احتیاط ہی سے رکھا -
یہ میرے ہاتھ کی لکھی تھی - آپ کے بیٹے ملا باقر کو بشارت سے
طہران میں ملی - ملک کی زبان بدل گئی ہے - وہ نہ سمجھا - اور کوئی
نہ سمجھا - اسی پیارے فرزند نے ڈھونڈھ کر اس کی شرح بھی نکالی
اور فرامرزجی سے پوچھنا شروع کیا - اسے نہ آئی - یہ آخر پوچھتا
پوچھتا کیچ و مکران پہنچا - وہاں ایک شخص کو پایا اور کہا میرے میاں
باوا کو آپ کی زبان کا بڑا شوق ہے - میں نے ان سے میراث
میں لیا - وہ خدا کرے زندہ ہوں سنینگے تو بڑے خوش ہونگے -
بڑی خوشی یہ ہوگی مجھ سے ہوئی - آپ طہران چلیں - اس نے
پوچھا فرزند اتنا خوش کیوں ؟ یہ تو مشکل نہیں - میں چلونگا مگر پانسو
برس کا بڈھا ہوں - چلوں کیونکر ؟

ملا باقر رویا اور کہا میاں باوا سے جدا ہوں اگر وہ ہوتے لیتے
حال پر تو آپ کو بڑی عزت سے لے چلتے - وہ بھی رویا جب اس
کے زندہ زیر خاک ہونے کا حال سنا - اور کہا بہت خوب - میں
چلونگا - اس کی ایک شرح میرے پاس ہے وہ بھی لے چلونگا - باقر
رویا اور کہا - ہائے دادا میرا - وہ بڑا سخی تھا - وہ آپ کو نہال کرتا -

اُن کا حال سُنایا۔ اس پر بڑی رِقّت ہوئی۔ وہاں سے چند پارسی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر طہران میں پہنچے۔ اور بندگان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ نے عزّت کی اور فرمایا۔ اس کو فارسی میں ترجمہ کریں۔ انھوں نے کہا۔ نہ ہوگا۔ پھر بھی کوشش ہوئی۔ معلوم ہوا کہ پروفسر آزاد نے لاہور میں سپاک کو اُردو میں لکھا۔ اور چھاپنا شروع کیا۔ سب خوش ہوئے +

جب اسفندیار کا عہد نامہ سُنا سب نے رِقّت کی اور اس کی مردانگی پر کھڑے ہو ہوگئے اور روئے۔ پھر پروفسر آزاد کی مصیبتوں کو بیان کرکے رونے لگے۔ ملا باقر نے کھڑے ہوکر کہا۔ الٰہی الٰہی الٰہی۔ اے یزدان پاک بدد او مابرسی۔ سب نے آمین کہی +

اے پروفسر آزاد! تمہاری ہمت سے یہ دونوں کتابیں عدم سے وجود میں آئیں دوبارہ۔ یزدان پاک اس ہمت میں برکت دے اور ان نالموں کو البتہ۔ یہ انھیں دعا ہے میری اس کتابت پر جب ان میں تھا دعا کرتا تھا۔ اب تمہیں ان میں دعا کرتا ہوں۔ تمام پارسی ایسی حالت میں ہیں کہ شرم ہے مجھے اور نہیں شرم انھیں بس یہی ہے +

قلزم ادب

جانورستان ـ علامہ فیضی کی تحقیق سے یہ کتاب جانوروں کے ظاہر و باطن پر لکھی ہے۔ جس میں درندوں پرندوں چرندوں غرضکہ سب کو رکھنے پالنے اور سدھارنے کے طریقے مولانا موصوف نے نہایت پیاری سادہ اور الہامی اُردو میں بیان کئے ہیں۔ بعض جگہ انوکھی باتیں بھی نظر آتی ہیں۔ جو دیکھنے اور سننے سے بہت آگے ہیں۔ یہ بھی بالکل نئی تصنیف ہے قیمت ۱۰ ار

نیرنگ خیال حصہ اول ـ ایک دریا ہے استعارہ و تشبیہ کے مضامین کا جس میں دنیا کی ابتدائی حالت۔ سچ اور جھوٹ کا رزم نامہ۔ شہرت دوام کا دربار وغیرہ وغیرہ مطالب پر خیالات کو اس طرح وسعت دی ہے کہ نثر کی بلند پروازی نظم کو ٹکراتی ہوئی آگے بڑھ جاتی ہے اُردو کے شوقین نوجوان طالب علم اس سے ہزاروں سبق سیکھنے کے علاوہ اپنی زبان کو ٹکسالی اُردو بنا سکتے ہیں۔ یہ کتاب مولانا کا ماسٹر پیس ہے تقطیع ۲۰×۳۰۔ حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت ۱۲ ار

نیرنگ خیال حصہ دوم ـ پہلا حصہ لکھنے کے بعد مولانا نے اس کا دوسرا حصہ بھی لکھا تھا۔ مگر بدقسمتی سے چھپ نہ سکا۔ اب تیار ہے۔ اس میں اسی طرز کے مضامین ہیں جن میں جنت الحمقا وغیرہ وغیرہ مطالب پر روشنی ڈالی ہے تقطیع چھوٹی حجم تقریباً اتنا ہی قیمت ۱۲ ار

قند پارسی ـ زبان فارسی سیکھنے کے لئے ایک نہایت مفید رسالہ ہے جسمیں

مصنف نے سیاحتِ ایران میں جو مختلف اشخاص سے کار آمد گفتگوئیں ہوئیں۔ تمام اس میں درج کر دی گئی ہیں۔ گویا زبانِ حال کی فارسی منہ بولتی تصویر ہے۔ یا فارسی سیکھنے کی چلتی پھرتی کنجی۔ بطور کورس کے اکثر اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ فارسی سیکھنے اور پڑھنے والے طلبا اگر ایک دفعہ پڑھ لیں تو علاوہ ایران کی سیر کے فارسی خود بخود آجاتی ہے۔ چھوٹی تقطیع صفحہ ۱۶۰ قیمت ۱۰ / ۔

آموزگار پارسی } اگر آپ نے آبِ زر سے لکھی ہوئی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور قندِ پارسی سے چاشنیٔ زبان کو تازہ کر چکے ہیں تو اس آخری درس پارسی آموز سے بھی زبانِ مذکور کو اجال لیجئے۔ مولانا ممدوح نے سفرِ ایران کے بعد فارسی گفتگو پر یہ دوسرا حصّہ لکھا تھا۔ فارسی پڑھنے والے بچّوں کے لئے اسقدر ضروری ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد تعلیمی کورس خود بخود آجاتا ہے۔ قیمت ۱۲ / ۔

نظمِ آزاد } مولانا کی چند قومی ولولہ خیز مثنویاں جو لاہور سکشا سبھا کے مشاعرے میں پڑھی گئی تھیں جن کا ایک ایک شعر ہندوستان کی قومی زندگی کی جان ہے۔ اور بچّوں اور نوجوانوں کے دلوں میں قومی خدمت کی امنگیں پیدا کرنے والا ہے۔ اکثر حصّہ مدارس میں حفظ کرائے جاتے ہیں۔ زبان اسقدر سادہ اور آسان کہ بچّہ بچّہ یاد کر لے۔ شاعری کے شوقین طلبہ اس مجموعۂ پند و نصیحت کو ضرور منگائیں۔ حجم ۱۶۰ صفحہ قیمت ۸ / ۔

مجموعہ مکتوباتِ آزاد } مخزن والوں نے ایک دفعہ مولانا کے خطوط اپنے ہاں چھپوائے تھے۔ جن کی [illegible] لوگ

ہزار جان سے عاشق ہو گئے تھے۔ اب نہایت محنت اور کوشش سے سیکڑوں خط جمع کئے ہیں۔ اکثر شاگردوں کے نام ہیں۔ کچھ دوستوں کو لکھے ہیں بعض میں سرکاری معاملات کی باتیں ہیں۔ غرضکہ پہلے ایک پنکھڑی تھی۔ اب یہ آرزوئے معانی کا گلدستہ بنکر تیار ہو گیا ہے۔ مضمون کی برجستگی اور مطلب کی ادائگی خود طرز تحریر کے قربان ہو ہو جاتی ہے۔ چھوٹی تقطیع حجم ۲۰۰ صفحہ سے زائد۔ قیمت عمر

آبحیات | مولانا نے اس تذکرہ میں مشاہیر شعرائے اُردو کی سوانح عمری اور اُن کا انتخاب کلام اور زبان مذکور کی عہد بعہد ترقیوں اور اصلاحوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ مشرقی شاعری کی بہار افسانہ بن کر سامنے آجاتی ہے اس کا ہر ایک دور سرمستان ذوق سلیم کو ہر مطالعہ کے بعد جان تازہ بخشتا ہے عام شائقین خصوصاً شعرا کے لئے تو آب حیات وہ معشوق باوفا ہے جو ہر وقت کلیجے سے لگائے رکھنے کے قابل ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود حجم ۵۵۲ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت سے

نگارستان فارس | ہندوستان کے وسیع النظر انشاپرداز نے جہاں اُردو کے شعرا کو زندہ جاوید کیا۔ وہاں فارسی کے مشاہیر شعرا کو بھی اپنی جادو بیانی سے محروم نہیں رکھا۔ یعنی تذکرہ نگارستان میں خدائے سخن استاد رودکی سے لیکر نورالعین واقف لاہوری تک کے حالات اُن کی زندگی کے مختلف واقعات اور اُن کا منتخب کلام موتیوں کی طرح سے جڑ دیا ہے۔ مولانا کی یہ تصنیف آج تک بستوں میں لپٹی سو رہی تھی۔ خوش قسمتی سے تیار ہے۔ حجم ۲۲۰ صفحے کاغذ ولایتی مجلد مطلا قیمت للعہ محصول سے ر

سخندانِ فارس — انگریزی زبان کے رواج پانے سے فارسی زبانوں اور دماغوں میں سے نکل کر کتابوں میں چھپ گئی۔ اور اب وہاں سے بھی لاپتہ ہو جانے والی ہے۔ اسی وقت کی روک تھام کے لئے مولانا نے پندرہ سال کی محنت شاقہ سے فارسی زبان کی مکمل تاریخ بہم پہنچائی جس میں مختلف زبانوں کے مقابلے سے قوموں کے باہمی مٹے ہوئے رشتوں کے سراغ دکھائے۔ ژند پہلوی دری سنسکرت کے الفاظ کا مقابلہ کرکے نتائج نکالے ہیں۔ اور اپنے سفر ایران کے دلچسپ واقعات جگہ جگہ موتی کی طرح ٹانک دئیے ہیں جس کو شروع کرنے کے بعد بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ نگارستان فارس کے ساتھ اس کا ہونا ضروری ہے۔ حجم ۲۳۲ صفحہ تقطیع ۲۲×۲۰ قیمت عہ ؎

دیوانِ ذوق — مغل شاہنشاہی کے آخری چراغ ابوظفر محمد بہادر شاہ کے استاد ملک الشعرا خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق علیہ الرحمۃ کا کلام اور تمام قصائد۔ دیباچے میں سوانح عمری لکھ کر مولانا نے اپنے استاد کو زندہ کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتاب مشرقی بہار کا دوسرا افسانہ ہے۔ دردمند دل سے نکلے ہوئے لفظ کہیں موتی اور کہیں آنسو کی جھلک مارتے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود ۲۶۰ صفحے ۲۶×۲۰ تقطیع۔ لائبریری ایڈیشن۔ نہایت عمدہ کاغذ قیمت ہے۔ معمولی کاغذ عہ ؎

سیرِ ایران — مشرقی زبانوں کی تحقیق نے ہندوستان اور پنجاب سے نکل کر ایران و طوران تک تحقیق کا دامن بچھایا تھا۔ اس میں مولانا نے نہایت کارآمد روزنامہ لکھا تھا جو اب تک مرتب نہ ہونے کی وجہ سے پبلک کی نظر سے

سے پوشیدہ رہا۔ اب نہایت کاوش اور عرق ریزی سے ان جواہر پاروں کو ترتیب دیکر چھپوایا ہے۔ دیباچے میں سفر ایران پر ایک لکچر بھی شامل ہے۔ اس روزنامچے کی زبان نہایت سادہ۔ عبارت واقعات کا فوٹو۔ اس کا ہر ایک فقرہ مولانا کے اصلی جذبات کا مرقع ہے۔ حجم تقریباً ۲۰۰ صفحے چھوٹی تقطیع۔ مجلد مطلاّ غیر معمولی ۱؎ +

لغتِ آزاد وہ ادبی کارنامے جن پر مولانا کو خود ناز تھا اُن میں یہ لغت بھی شامل ہے سفر ایران کے مقاصد میں سب سے بڑی آرزو اس لغت کی تکمیل تھی۔ جو خدا نے پوری کی لیکن افسوس کہ ابتک چھپ نہ سکی۔ اس میں مولانا نے اپنی زبان کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر روزمرہ کی اُردو کے مقابلہ میں فارسی الفاظ اور برجستہ محاورات کو لکھ کر کتاب میں انوکھی شان پیدا کی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ملک کے شائقین کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔ قیمت ۱؎ +

مراۃ الغالب سید وحید الدین صاحب بیخود دہلوی جانشین حضرت داغ نے ادب اردو پر احسان فرمایا ہے۔ اور دیوان غالب اُردو کی بہترین شرح لکھ کر پرستاران غالب کے دیدۂ شوق کو اور روشن کر دیا۔ تمام اشعار اس طرح سلجھائے ہیں کہ اب طلبا اور شوقین حضرات کو کسی اور شرح کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لکھائی چھپائی بھی اس کی شاندار ہے۔ پاکٹ ایڈیشن ۵۰۳ صفحے مجلد مطلاّ قیمت ۳؎ +

ملنے کا پتہ